کنز المدارس کے نصاب میں شامل اہم کتاب

الفقہ الاکبر

فائنل نوٹس

عبارت | ترجمہ | سوال وجواب

مصنف: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

استاد عمر مدنی صاحب | احمد عباس عطاری | مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

کنز المدارس کے نصاب میں شامل

الفقه الأكبر

احمد عباس عطاری

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

دیباچہ

امامِ اعظم سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی علمِ عقائد پر مایہ ناز تصنیف "الفقہ الاکبر" درسِ نظامی کے نصاب کا ایک اہم حصہ ہے۔

طلبہ کی امتحانی تیاری کو آسان اور منظّم بنانے کے لیے یہ "فائنل نوٹس" تیار کیے گئے ہیں۔

ان نوٹس میں طلبہ کی سہولت کے لیے درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے:

☆ کتاب کی اصل عربی عبارت اور آسان ترجمہ یکجا کر دیا گیا ہے۔

☆ امتحانی سوالات کے مزاج کو سمجھنے کے لیے پورے مواد کو سوال و جواب کے انداز میں ڈھالا گیا ہے۔

انسانی کوشش کے باوجود کمپوزنگ یا اعراب وغیرہ میں غلطی کا امکان رہتا ہے۔ اگر مطالعے کے دوران کوئی ایسی غلطی نظر آئے جس کی اصلاح ضروری ہو، تو ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اسے درست کیا جاسکے۔

دعا ہے کہ اللہ پاک اس کاوش کو قبول فرمائے، اسے طلبہ کے لیے نفع بخش بنائے اور ہمیں اور آپ کو دنیا و آخرت کے تمام امتحانات میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

خادمِ علم و طلبہ

[احمد عباس عطاری]

مصنف کے حالات زندگی

نام ونسب:

امام اعظم کا اصل نام "نعمان بن ثابت"، کنیت "ابو حنیفہ"، اور لقب "امام اعظم" ہے
آپ کا تعلق فارسی النسل خاندان سے تھا، آپ کے والد (ثابت) تجارت کرتے تھے، ابتدائی زندگی میں آپ نے بھی خاندانی پیشہ اپنایا اور کپڑے کی تجارت کی۔

ولادت:

امام اعظم 80 ہجری میں کوفہ (عراق) میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

امام اعظم نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر کوفہ میں حاصل کی، پھر آپ نے اپنے وقت کے جلیل القدر محدثین اور تابعین کی صحبت اختیار کی، جن میں امام حماد نمایاں ترین ہیں۔

فضائل ومناقب:

آپ فقہ حنفی کے بانی، کروڑوں حنفیوں کے مقتداء ہیں، آپ نے متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا یوں آپ تابعی بھی ہیں، آپ رات بھر عبادت کرتے تھے، آپ نے اپنی زندگی میں 55 حج ادا کیے۔

شاگرد:

آپ کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے جن میں امام ابو یوسف اور امام محمد جیسے فقہاء شامل ہیں۔

وصال ومزار:

آپ کا وصال 150 ہجری میں بغداد (عراق) میں ہوا، آپ کا مزار بغداد ہی میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

کچھ کتاب کے بارے میں:

الفقہ الاکبر علم عقائد کے موضوع پر امام اعظم کی طرف منسوب کردہ ایک ضخیم ترین کتاب ہے، امام اعظم نے اسے اپنے شاگرد کے سوال کے جواب میں لکھا تھا، اس کتاب کی علماء کرام نے کئی شروحات لکھی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بيان أصول الأيمان

اصول ایمان کا بیان

عبارت ترجمہ:

أَصْلُ التَّوْحِيدِ وَمَا يَصِحُ الاعْتِقَادُ عَلَيْهِ يَجِبُ أَنْ يَقُولَ:
أَمَنْتُ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِهِ مِنَ اللهِ تَعَالَى وَالْحِسَابِ وَالْمِيزَانِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَقٌّ كُلُّهُ

ترجمہ: توحید کی بنیاد اور ان چیزوں کا بیان جن کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے: ہر (مکلف) انسان پر لازم ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، موت کے بعد اٹھنے پر، اچھی اور بری تقدیر کے من جانب اللہ ہونے پر، حساب کتاب پر، میزان پر، جنت اور جہنم پر ایمان لایا کہ یہ ساری باتیں بر حق ہیں۔

سوال جواب:

سوال: اصول کس کی جمع ہے؟

جواب: اصول اصل کی جمع ہے

سوال: اصل کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں

جواب: لغوی معنی:

"جڑ، حقیقی بات"

اصطلاحی معنی:

"وہ قوانین جن پر کسی فن کی بنیاد ہوتی ہے"

سوال: توحید کی اصل کیا ہے؟ نیز ایک مکلف کے لیے کن چیزوں کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے؟

جواب: توحید کی اصل اور وہ چیزیں جن کا ایک مکلف کو اعتقاد رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہیں کہ آدمی کہے کہ میں اللہ پاک پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی نازل کی گئی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر، اچھی اور بُری تقدیر کے اللہ پاک کی طرف سے ہونے پر، حساب و کتاب پر، میزان پر، جنت اور جہنم پر ایمان لایا کہ یہ تمام باتیں برحق ہیں۔

مذکورہ بالا چیزوں کی مختصر وضاحت:

1 فرشتے:

سوال: فرشتے کون ہیں؟

جواب: فرشتے اللہ پاک کی نوری مخلوق ہیں۔

سوال: اللہ پاک نے انہیں کس چیز سے پیدا کیا؟

جواب: اللہ پاک نے انہیں اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

سوال: فرشتے مرد ہیں یا عورتیں؟

جواب: فرشتے نہ ہی مرد ہیں اور نہ ہی عورتیں ہیں یہ اللہ کی نوری مخلوق ہیں۔

سوال: فرشتے کیا کام کرتے ہیں؟

جواب: فرشتے وہی کام کرتے ہیں جس کا اللہ پاک انہیں حکم دیتا ہے۔

سوال: کیا فرشتے اللہ پاک کے حکم کی نافرمانی بھی کرتے ہیں؟

جواب: جی نہیں! فرشتے کبھی بھی اللہ پاک کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

سوال: فرشتے کیا کھاتے پیتے ہیں؟

جواب: فرشتے نہ ہی کچھ کھاتے ہیں اور نہ ہی کچھ پیتے ہیں اور نہ ہی سوتے ہیں، فرشتے ان تمام کاموں سے پاک ہیں۔

سوال: فرشوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: فرشتوں کی تعداد اللہ پاک اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

2 آسمانی کتابیں:

سوال: آسمانی کتابیں کن کتابوں کو کہتے ہیں؟

جواب: جن کتابوں کو اللہ پاک نے آسمانوں سے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل کیا ہے انہیں آسمانی کتابیں کہتے ہیں۔

سوال: آسمانی کتابیں کتنی ہیں؟

جواب: کل آسمانی کتابیں چار ہیں اور ان کے علاوہ بھی اللہ پاک نے چند انبیاء کرام علیہم السلام پر مختلف صحیفے نازل فرمائے، جن کی تعداد 100 کے قریب ہے۔

سوال: چار مشہور آسمانی کتابیں کون کونسی ہیں؟ نیز وہ کس کس پر نازل ہوئیں؟

جواب: چار آسمانی کتابیں درج ذیل ہیں۔

1. تورات:

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

2. انجیل:

یہ حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

3. زبور:

یہ حضرت داود علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

4. قرآن پاک:

یہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوا

3 انبیاء ورُسل:

سوال: نبی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس انسان کو اللہ پاک نے مخلوق کی ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اسے نبی کہتے ہیں۔

سوال: کیا کوئی انسان عبادت و ریاضت اور اعمال سے نبی بن سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں! کوئی انسان بھی عبادت و ریاضت اور اعمال سے نبی نہیں بن سکتا، نبوت ایک وہبی درجہ ہے اللہ پاک جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

سوال: کیا نبی ہونے کے لیے انسان ہونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! نبی ہونے کے لیے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ مرد ہونا بھی ضروری ہے

سوال: کیا انبیاء کرام علیہم السلام گناہ کرتے ہیں؟

جواب: جی نہیں! انبیاء کرام علیہم السلام گناہ نہیں کرتے بلکہ اللہ پاک انبیاء کرام علیہم السلام کو گناہوں سے بچاتا ہے، تمام انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں۔

سوال: رسول کسے کہتے ہیں؟

جواب: علماء کرام علیہم السلام فرماتے ہیں جو نبی نئی شریعت لائے اسے رسول کہتے ہیں۔

سوال: کیا رسول ہونے کے لیے انسان ہونا ضروری ہے؟

جواب: جی نہیں! رسول ہونے کے لیے انسان ہونا ضروری نہیں بلکہ فرشتوں میں بھی رسول ہوتے ہیں۔

سوال: انبیاء کرام کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: اللہ پاک نے بے شمار انبیائے کرام بھیجے اور وہی ان کی صحیح تعداد جانتا ہے۔

4 مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا:

سوال: "البعث بعد الموت" سے کیا مراد ہے؟

جواب: "البعث بعد الموت" سے مراد مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا ہے اور یہ عقیدہ قرآن سے ثابت ہے

چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا: "ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ"

ترجمہ کنزالعرفان: پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

5 اچھی اور بُری تقدیر:

سوال: تقدیر کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: تقدیر کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اچھی اور بُری تقدیر اللہ پاک کی طرف سے ہے، اور اللہ پاک نے یہ سب لکھ دیا ہے لیکن اللہ پاک کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کیا بلکہ لوگ جو کرنے والے تھے اللہ پاک نے ان کے بارے میں جان کر لکھ دیا۔

6 حساب و کتاب:

سوال: حساب و کتاب کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حساب و کتاب کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔

سوال: نیک لوگوں کو ان کے نامہ اعمال کس ہاتھ میں دیئے جائیں گے؟

جواب: نیک لوگوں کو ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

سوال: گہنگار لوگوں کو ان کے نامہ اعمال کس ہاتھ میں دیئے جائیں گے؟

جواب: گنہگار لوگوں کو ان کے نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔

7 میزان:

سوال: میزان کیا ہے؟

جواب: میزان ایک ترازو ہے، جسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور اس پر لوگوں کے اچھے اور بُرے اعمال کا وزن کیا جائے گا

8 جنت:

سوال: جنت کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں

جواب: لغوی معنی:

"باغ"

اصطلاحی معنی:

"وہ مکان جسے اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے"

سوال: جنت میں کیسی کیسی نعمتیں ہیں؟

جواب: جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال گزرا۔

9 دوزخ:

سوال: دوزخ کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں

جواب: لغوی معنی:

"آتش گاہ"

اصطلاحی معنی:

"وہ مکان جسے اللہ پاک نے گنہگار مسلمانوں اور کفار کے لیے تیار کر رکھا ہے"

وحدانية الله تعالیٰ

توحید باری تعالیٰ

عبارت ترجمہ:

وَاللهُ تَعَالَى وَاحِدٌ لا مِنْ طَرِيقِ الْعَدَدِ وَلَكِنْ مِنْ طَرِيقِ أَنَّهُ لا شَرِيكَ لَهُ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (1) اَللّٰهُ الصَّمَدُ (2)لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ (3) وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (4))

لَا يُشْبِهُ شَيْئًا مِنَ الْأَشْيَاءِ مِنْ خَلْقِهِ وَلَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ مِنْ خَلْقِهِ، لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ الذَّاتِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایک ہے لیکن گنتی کے اعتبار سے نہیں بلکہ اس اعتبار سے کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔

(اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: تم فرماؤ: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور کوئی اس کے برابر نہیں۔)

اللہ پاک اپنی مخلوق میں سے کسی کے مشابہ نہیں اور نہ ہی مخلوق میں سے کوئی اس کے مشابہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اسماء اور صفات ذاتیہ اور فعلیہ کے ساتھ ہمیشہ سے متصف رہا ہے اور ہمیشہ متصف رہے گا۔

سوال جواب:

سوال: اللہ پاک کس اعتبار سے ایک ہے؟

جواب: اللہ پاک گنتی کے اعتبار سے ایک نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے ایک ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

سوال: اللہ پاک نے قرآن کریم کی کس صورت میں اپنی وحدانیت کو بیان فرمایا؟

جواب: اللہ پاک نے قرآن کریم کی سورۃ الاخلاص میں اپنی وحدانیت کو بیان کیا۔

چنانچہ فرمایا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (1) اَللّٰهُ الصَّمَدُ (2)لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ (3) وَ لَمْ يَكُنْ لَّه كُفُوًا اَحَدٌ (4)"

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور کوئی اس کے برابر نہیں۔

سوال: اللہ پاک اپنی مخلوق میں سے کس کے مشابہ ہے؟

جواب: اللہ پاک اپنی مخلوق میں سے کسی کے بھی مشابہ نہیں، اللہ پاک واجب الوجود اور قدیم (ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا) ہے۔

سوال: تمام مخلوق کس کی محتاج ہے؟

جواب: تمام مخلوق اللہ پاک کی محتاج ہے لیکن اللہ پاک کسی کا محتاج نہیں ہے۔

اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَاللّٰهُ الْغَنِىُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ"

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ پاک بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔

سوال: کیا مخلوقات میں سے کوئی چیز اللہ پاک کے مشابہ ہے؟

جواب: جی نہیں! مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی اللہ پاک کے مشابہ نہیں ہے کیونکہ اللہ پاک بے مثل و بے مثال ہے۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

"لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ"

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس جیسا کوئی نہیں۔

سوال: اللہ پاک کب سے ہے اور کب تک رہے گا؟

جواب: اللہ پاک اپنی تمام صفات ذاتیہ وصفات فعلیہ اور اپنے تمام اسماء کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

سوال: اللہ پاک کی صفاتِ فعلیہ کے بارے میں ماتریدیہ اور اشاعرہ کا کیا مذہب ہے؟

جواب: اللہ پاک کی صفاتِ فعلیہ کے بارے میں ماتریدیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ قدیم اور ازلی (ہمیشہ سے) ہیں۔

اور اشاعرہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ پاک کی صفاتِ فعلیہ حادث ہیں اس معنی میں کہ پہلے ظاہر نہیں تھیں بعد میں ظاہر ہوئیں۔

الصفات الذاتية والفعلية

صفات ذاتیہ وفعلیہ

عبارت ترجمہ:

أَمَّا الذَّاتِيَّةُ فَالْحَيَاةُ وَالْقُدْرَةُ وَالْعِلْمُ وَالْكَلَامُ وَالسَّمْعُ وَالْبَصَرُ وَالْإِرَادَةُ، وَأَمَّا الْفِعْلِيَّةُ فَالتَّخْلِيقُ وَالتَّرْزِيقُ وَالْإِنْشَاءُ وَالْإِبْدَاعُ وَالصُّنْعُ وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنْ صِفَاتِ الْفِعْلِ لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ بِأَسْمَائِهِ صِفَاتِهِ، لَمْ يَحْدُثْ لَهُ صِفَةٌ وَلَا اسْمٌ.

ترجمہ: اللہ پاک کی صفات ذاتیہ حیات، قدرت، علم، کلام، سمع بصر اور ارادہ ہیں اور صفات فعلیہ میں پیدا کرنا، رزق دینا، وجود عطا کرنا، بغیر نمونہ سابق کے بنانا، خوش اسلوبی و حسن سلیقہ سے بنانا وغیرہ جیسی صفات شامل ہیں۔ اللہ پاک اپنے اسماء اور صفات کے ساتھ ہمیشہ سے متصف ہے اور ہمیشہ متصف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت نہ حادث ہے نہ کوئی نام۔

سوال جواب:

سوال: اللہ پاک کی صفاتِ ذاتیہ سے کونسی صفات مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کی صفاتِ ذاتیہ سے وہ صفات مراد ہیں جو ہمیشہ سے اسی کی ذات کے ساتھ خاص ہیں اور اس سے کبھی جدا نہیں ہوئیں اور نہ ہوں گی۔

سوال: اللہ پاک کی صفاتِ ذاتیہ کتنی ہیں؟ جو کتاب میں مذکور ہیں وہ بیان کریں

جواب: اللہ پاک کی صفاتِ ذاتیہ سات ہیں اور وہ یہ ہیں۔

1 حیات　　2 قدرت　　3 علم　　4 کلام

5 سماعت (سننا)　　6 بصارت (دیکھنا)　　7 ارادہ

صفاتِ ذاتیہ کی مختصر وضاحت:

1.حیات:

سوال: اللہ پاک کی صفتِ حیات سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کی صفتِ حیات سے یہ مراد ہے کہ اللہ پاک ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

☆زندگی اور موت اس کے ہاتھ میں ہیں۔

2.قدرت:

سوال: اللہ پاک کے قادر ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کے قادر ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر ممکن پر قادر ہے اور کوئی بھی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

3.علم:

سوال: اللہ پاک کس کس چیز کو جانتا ہے؟

جواب: اللہ پاک ہر چیز کو جانتا ہے، کوئی چیز بھی اس کے علم سے باہر نہیں ہے، اللہ پاک کو تمام مخلوقات کے تمام اعمال کی خبر ہے۔

4.کلام:

سوال: کیا اللہ پاک کلام فرماتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ پاک کلام فرماتا ہے لیکن ہمارے کلام جیسا کلام نہیں فرماتا کہ اس کا کلام، الفاظ اور حروف سے پاک اور قدیم ہے۔

5. سماعت (سننا):

سوال: اللہ پاک کس کس چیز کو سنتا ہے؟

جواب: اللہ پاک ہر چیز کو سنتا ہے کوئی بھی چیز یا آواز ایسی نہیں ہے جسے اللہ پاک سن نہ سکے۔

6. بصارت (دیکھنا):

سوال: اللہ پاک کس کس چیز کو دیکھتا ہے؟

جواب: اللہ پاک ہر چیز کو دیکھتا ہے کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جسے اللہ پاک دیکھ نہ سکے۔

سوال: کیا اللہ پاک کا دیکھنا آنکھ کے ذریعے ہوتا ہے؟

جواب: جی نہیں! اللہ پاک کا دیکھنا آنکھ سے نہیں ہے کیونکہ اللہ پاک جسم سے پاک ہے اور آنکھ جسم ہی کا ایک حصہ ہے۔

7. ارادہ:

سوال: کیا اللہ پاک کے ارادے کے بغیر کچھ ہو سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں! اللہ پاک کے ارادے کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، یہاں تک کے اللہ پاک کے ارادے کے بغیر ایک ذرہ بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا۔

سوال: اللہ پاک کی صفاتِ فعلیہ سے کونسی صفات مراد ہیں؟

جواب: اللہ پاک کی صفاتِ فعلیہ سے وہ صفات مراد ہیں جن کا ظاہر ہونا مخلوق کے پائے جانے پر موقوف ہے

سوال: صفاتِ ذاتیہ اور صفاتِ فعلیہ میں ہمارے (ماتردیہ کے) نزدیک کیا فرق ہے؟

جواب: ماتریدیہ کے نزدیک صفاتِ ذاتیہ اور صفاتِ فعلیہ میں یہ فرق ہے کہ جن صفات کی ضد کے ساتھ اللہ پاک کو موصوف کرنا درست نہ ہو وہ صفات، صفاتِ ذاتیہ ہیں۔

مثلاً: "قادر ہونا" اب قادر ہونے کی ضد عاجز ہونا ہے جسے اللہ پاک کے ساتھ ذکر کرنا درست نہیں، لہذا یہ صفتِ ذاتی ہے۔

اور جن صفات کی ضد کے ساتھ اللہ پاک کو موصوف کرنا درست ہو وہ صفات، صفاتِ فعلیہ ہیں۔

مثلاً: "رحم والا ہونا" اب رحم والا ہونے کی ضد غضب والا ہونا ہے جسے اللہ پاک کے ساتھ ذکر کرنا درست ہے، لہذا یہ صفتِ فعلی ہے۔

سوال: کتاب میں جو اللہ پاک کی صفاتِ فعلیہ درج ہیں وہ بیان کریں

جواب: کتاب (الفقہ الاکبر) میں اللہ پاک کی درج ذیل صفاتِ فعلیہ بیان کی گئی ہیں۔

1 خالق 2 رازق 3 پیدا کرنے والا

4 بغیر کسی نمونے کے بنانے والا 5 بناوٹ والا

ان کے علاوہ بھی اللہ پاک کی کئی صفاتِ فعلیہ ہیں۔

صفاتِ فعلیہ کی مختصر وضاحت:

1.خالق:

سوال: اللہ پاک کے خالق ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کے خالق ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا اور سب کا خالق و مالک ہے۔

2.رازق:

سوال: اللہ پاک کے رازق ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کے رازق ہونے سے یہ مراد ہے کہ تمام مخلوقات رزق میں اس کے محتاج ہیں اور وہی سب کو رزق عطا فرماتا ہے۔

3.اِلانشاء:

سوال: اللہ پاک کے انشاء ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کے انشاء ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ان کو درجہ کمال تک پہنچایا۔

4.الابداع:

سوال: اللہ پاک کے الابداع ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کے الابداع ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس نے ہر چیز کو بغیر کسی نمونے کے بنایا۔

5. صنع:

سوال: اللہ پاک کی صفتِ صنع سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک کی صفتِ صنع سے یہ مراد ہے کہ اللہ پاک ہر چیز کو ترتیب سے بنانے و سنوارنے والا ہے۔

سوال: کیا اللہ پاک کے اسماء وصفات قدیم ہیں؟

جواب: جی ہاں! اللہ پاک کے تمام اسماء اور تمام صفات قدیم ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، اس کی تمام صفات، تمام اسماء ازلی وابدی ہیں۔

صفات الله أذلية

اللہ پاک کی صفات کا ازلی ہونا

عبارت ترجمہ:

لَمْ يَزَلْ عَالِمًا بِعِلْمِهِ وَالْعِلْمُ صِفَةٌ فِي الْأَزَلِ، وَقَادِرًا بِقُدْرَتِهِ وَالْقُدْرَةُ صِفَةٌ فِي الْأَزْلِ، وَمُتَكَلِّمًا بِكَلامِهِ وَالْكَلَامُ صِفَةٌ فِي الْأَزْلِ، وَخَالِقًا بِتَخْلِيقِهِ وَالتَّخْلِيقُ صِفَةٌ فِي الْأَزَلِ، وَفَاعِلًّا بِفِعْلِهِ وَالْفِعْلُ صِفَةٌ فِي الْأَزْلِ، وَالْفَاعِلُ هُوَ اللهُ تَعَالَى وَالْفِعْلُ صِفَةٌ فِي الْأَزَلِ، وَالْمَفْعُولُ مَخْلُوقٌ وَفِعْلُ اللَّهِ تَعَالَى غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَصِفَاتُهُ فِي الْأَزْلِ غَيْرُ مُحْدَثَةٍ وَلَا مَخْلُوقَةٍ وَمَنْ قَالَ إِنَّهَا مَخْلُوقَةٌ أَوْ مُحْدَثَةٌ أَوْ وَقَفَ أَوْ شَكَّ فِيهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِاللَّهِ تَعَالَى

ترجمہ: اللہ پاک ہمیشہ اپنے علم کے ساتھ موصوف ہو کر عالم رہا ہے اور علم اس کی ازلی (دائمی) صفت ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی قدرت کے ساتھ موصوف ہو کر قادر رہا ہے اور قدرت اس کی ازلی صفت ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے کلام کے ساتھ موصوف ہو کر متکلم رہا ہے اور کلام اس کی ازلی صفت ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی صفت تخلیق کے ساتھ موصوف رہ کر خالق رہا ہے اور تخلیق اس کی ازلی صفت ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے فعل کے ساتھ موصوف ہو کر فاعل رہا ہے اور فعل اس کی ازلی صفت ہے۔ فاعل خود اللہ پاک کی ذات ہے، فعل اس کی ازلی صفت ہے اور مفعول مخلوق ہے لیکن اللہ پاک کا فعل مخلوق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں، نہ حادث ہیں نہ مخلوق۔ اس لیے جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق ہیں یا حادث ہیں، یا ان کے بارے میں توقف اختیار کرے یا ان میں کسی قسم کا شک وشبہ ظاہر کرے تو ایسا شخص کافر اور خدا تعالیٰ کا منکر ہے۔

سوال جواب:

سوال: اللہ پاک کب سے علم والا ہے اور اس کا علم کب سے اس کی صفت ہے؟

جواب: اللہ پاک ہمیشہ سے علم والا ہے اور اس کا علم ہمیشہ سے اس کی صفت ہے۔

سوال: اللہ پاک کب سے قدرت والا ہے اور اس کا قادر ہونا کب سے اس کی صفت ہے؟

جواب: اللہ پاک ہمیشہ سے قدرت والا ہے اور اس کا قادر ہونا ہمیشہ سے اس کی صفت ہے۔

سوال: اللہ پاک کب سے متکلّم ہے اور اس کا متکلّم ہونا کب سے اس کی صفت ہے؟

جواب: اللہ پاک ہمیشہ سے متکلّم ہے اور اس کا متکلّم ہونا ہمیشہ سے اس کی صفت ہے۔

سوال: اللہ پاک کب سے خالق ہے اور خالق ہونا کب سے اس کی صفت ہے؟

جواب: اللہ پاک ہمیشہ سے خالق ہے یعنی اپنی مخلوق کی تخلیق کی قدرت رکھنے والا ہے، اور خالق ہونا اس کی صفتِ ازلی ہے۔

سوال: اللہ پاک کب سے فاعل ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اگر فاعل اللہ پاک ہے تو فعل اور مفعول کون ہے؟

جواب: اللہ پاک اپنے فعل کے ساتھ ہمیشہ سے فاعل ہے، اور رہی بات فعل اور مفعول کی تو یاد رکھیۓ! اللہ پاک فاعل ہے، اس کی صفتِ ازلی فعل ہے اور مخلوق مفعول ہے۔

سوال: کیا اللہ پاک کا فعل مخلوق ہے؟

جواب: جی نہیں! اللہ پاک کا فعل اور اس کی تمام صفات غیر محدثہ اور غیر مخلوق ہیں۔

سوال: جو شخص اللہ پاک کی صفات کو محدث یا مخلوق مانے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص اللہ پاک کی صفات کو محدث یا مخلوق مانے وہ شخص کافر ہے۔

سوال: جو شخص اللہ پاک کی صفات کے غیر محدثہ اور غیر مخلوق ہونے میں توقف یا شک کرے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص اللہ پاک کی صفات کے غیر محدثہ اور غیر مخلوق ہونے میں توقف کرے یعنی نہ ہی انہیں محدثہ اور مخلوقہ کہے اور نہ ہی غیر محدثہ اور غیر مخلوق کہے، اسی طرح جو شخص اللہ پاک کی صفات کے غیر محدثہ اور غیر مخلوق

ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

العیاذ باللہ تعالی

القول في القرآن

قرآن مجید کے متعلق گفتگو

عبارت ترجمہ

وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللهِ تَعَالَى فِي الْمَصَاحِفِ مَكْتُوبٌ وَفِي الْقُلُوْبِ مَحْفُوظٌ، وَعَلَى الْأَلْسُنِ مَقْرُوءٌ، وَعَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مُنَزَّلٌ، وَلَفْظُنَا بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ، وَكِتَابَتُنَا لَهُ مَخْلُوقَةٌ، وَقِرَاءَتُنَا لَهُ مَخْلُوقَةٌ، وَالْقُرْآنُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَمَا ذَكَرَهُ اللهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ عَنْ مُوسَى وَغَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَعَنْ فِرْعَوْنَ وَإِبْلِيسَ فَإِنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ كَلَامُ اللهِ تَعَالَى إِخْبَارًا عَنْهُمْ وَكَلامُ اللهِ تَعَالَى غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَكَلَامُ مُوسَى وَغَيْرِهِ مِنَ الْمَخْلُوقِيْنَ مَخْلُوقٌ، وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللهِ تَعَالَى فَهُوَ قَدِيمٌ لَا كَلَامُهُمْ، وَسَمِعَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلَامَ اللهِ تَعَالَى كَمَا قَالَ اللّٰه تَعَالَى: ﴿وَكَلَّمَ اللهُ مُوسَى تَكْلِيمًا) وَقَدْ كَانَ اللهُ تَعَالَى مُتَكَلِّمًا وَلَمْ يَكُنْ كَلَّمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَقَدْ كَانَ اللهُ تَعَالَى خَالِقًا فِي الْأَزَلِ وَلَمْ يَخْلُقِ الْخَلْقَ، (لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ) فَلَمَّا كَلَّمَ مُوسَى كَلَّمَهُ

بِكَلَامِهِ الَّذِي هُوَ لَهُ صِفَةٌ فِي الْأَزَلِ، وَ صِفَاتُهُ كُلُّهَا بِخِلَافِ صِفَاتِ الْمَخْلُوقِيْنَ، يَعْلَمُ لَا كَعِلْمِنَا وَيَقْدِرُ لَا كَقُدْرَتِنَا، وَيَرَى لَا كَرُؤْيَتِنَا، وَيَسْمَعُ لَا كَسَمْعِنَا، وَيَتَكَلَّمُ لَا كَكَلَامِنَا، وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِالْآلَاتِ وَالْحُرُوفِ، وَاللهُ تَعَالَى يَتَكَلَّمُ بِلَا آلَةٍ وَلَا حُرُوفٍ، وَالْحُرُوفُ مَخْلُوقَةٌ وَكَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَهُوَ شَيْءٍ لَا كَالْأَشْيَاءِ، وَمَعْنَى الشَّيْءِ أثْبَاتُه بِلَا جِسْمٍ وَلَا جَوْهَرٍ وَلَا عَرْضٍ وَلَا حَدَّ لَهُ وَلَا ضِدَّ لَهُ وَلَا نِدَّ لَهُ وَلَا مِثْلَ لَهُ

ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو مصاحف میں لکھا گیا ہے، دلوں میں محفوظ ہے، زبانوں کے ذریعے اس کی تلاوت کی جاتی ہے اور یہ حضور ﷺ پر نازل ہوا ہے، قرآن مخلوق نہیں، قرآنِ کریم کے الفاظ جو ہم اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں تو یہ الفاظ مخلوق ہیں، ہم جو قرآن لکھتے ہیں تو یہ لکھے ہوئے نقوش مخلوق ہیں، ہم جو اس کی قرآت کرتے ہیں تو ہمارا قرآت کرنا (یعنی فعل) مخلوق ہے لیکن خود قرآن مخلوق نہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے جو واقعات بیان فرمائے ہیں یا فرعون اور ابلیس کے جو حالات ذکر کیے ہیں تو یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کے ذریعے اللہ نے ان کے حالات و واقعات کی خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور باقی مخلوقات کا کلام مخلوق ہے، قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے قدیم ہے لیکن مخلوق کا کلام قدیم نہیں (بلکہ حادث ہے)، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ ہی کا کلام سنا تھا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا (لیکن) اللہ تعالیٰ اس وقت بھی متکلم تھا جب کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام نہیں کیا تھا۔ (فرمان باری تعالیٰ ہے) اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اس لیے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی تو اسی صفتِ کلام سے فرمائی جو ازل ہی سے خدا تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے، اللہ تعالیٰ کی تمام صفات مخلوق کی صفات سے بالکل مماثلت نہیں رکھتیں، اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح ہم جانتے ہیں، وہ قدرت رکھتا ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح ہمیں کسی کام پر قدرت حاصل ہوتی ہے، وہ

دیکھتا ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح ہم دیکھتے ہیں، وہ سنتا ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح ہم سنتے ہیں، وہ کلام کرتا ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح ہم کرتے ہیں، ہم بولنے میں اسباب (زبان، قوت گویائی، گلا وغیرہ) اور حروف کے محتاج ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بولنے میں ان اسباب اور حروف کا محتاج نہیں ہے کیونکہ حروف مخلوق ہیں اور اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ بھی ایک شے ہے لیکن دیگر اشیاء کی طرح نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو شے کہنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر جسم، جوہر اور عرض کے موجود ہے، نہ اللہ تعالیٰ کی کوئی حد ہے، نہ کوئی اس کا مخالف ہے، نہ کوئی مقابل ہے اور نہ ہی کوئی مثل ہے

سوال جواب:

سوال: قرآن مجید کیا ہے؟ بیان کریں

جواب: قرآن کریم اللہ پاک کا کلام ہے، مصاحف میں میں لکھا گیا ہے، دلوں میں محفوظ کا گیا ہے، زبانوں پر پڑھ جاتا ہے اور حضور ﷺ پر نازل کیا گیا ہے

سوال: قرآن اور قرآن کے الفاظ وغیرہ مخلوق ہیں یا غیر مخلوق؟

جواب: قرآن کے الفاظ، قرآن کا پڑھنا، لکھنا اور قراءت کرنا یہ تمام چیزیں مخلوق ہیں، اور قرآن (نفسِ کلام) غیر مخلوق ہے۔

سوال: اللہ پاک نے قرآن کریم میں جو واقعات (کلام) ذکر کیے وہ مخلوق ہیں یا غیر مخلوق؟

جواب: اللہ پاک نے قرآن کریم میں جو واقعات ذکر فرمائے۔ مثلاً: حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے واقعات، فرعون اور ابلیس کے واقعات یہ تمام کلام ان کی خبر دیتے ہوئے اللہ پاک کا کلام ہیں، اور اللہ پاک کا کلام تو غیر مخلوق ہے لیکن مخلوقات میں سے جن کا کلام ذکر کیا گیا وہ مخلوق ہے۔

سوال: قرآن قدیم ہے یا حادث ہے؟

جواب: قرآن کریم چونکہ اللہ پاک کا کلام ہے لہذا یہ قدیم ہے لیکن جو دیگر مخلوقات کا کلام مذکور ہے وہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کلام سنا وہ کس کا کلام تھا؟

جواب: حضرت موسی علیہ السلام نے جو کلام سنا وہ اللہ پاک کا کلام تھا۔

جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا"

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

سوال: جب اللہ پاک نے حضرت موسی سے کلام کیا تو اللہ پاک تو متکلِّم تھا کیا حضرت موسی بھی متکلِّم تھے؟

جواب: جی نہیں! جب اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ السلام سے کلام فرمایا تو اللہ پاک تو متکلِّم تھا لیکن حضرت موسیٰ متکلِّم نہیں تھے۔

سوال: کیا اللہ پاک حضرت موسی سے کلام کرنے سے پہلے متکلِّم نہیں تھا؟

جواب: اللہ پاک حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کرنے سے پہلے بھی متکلِّم تھا کیونکہ اس کی تمام صفات ازلی و ابدی (ہمشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی) ہیں۔

البتہ اللہ پاک کا متکلِّم ہونا حضرت موسی سے کلام کرنے کے وقت ظاہر ہوا[1]۔

سوال: کیا اللہ پاک کی صفات مخلوق کی صفات جیسی ہیں؟

جواب: جی نہیں! اللہ پاک کی تمام صفات مخلوق کی صفات کے بالکل خلاف ہیں۔

☆اللہ پاک جانتا تو ہے لیکن ہمارے جاننے کی طرح نہیں جانتا کیونکہ ہم کسی چیز کو جاننے کے لیے اس کے متعلّقہ آلات وغیرہ کے محتاج ہوتے ہیں اور اللہ پاک ان چیزوں کا محتاج نہیں۔

☆اللہ پاک قدرت تو رکھتا ہے لیکن ہماری طرح کی قدرت نہیں رکھتا کیونکہ ہم چند چیزوں پر وہ بھی اللہ پاک کی عطا سے قدرت رکھتے ہیں جبکہ اللہ پاک تمام اشیاء پر ذاتی طور پر قدرت رکھتا ہے۔

---

1 بلا تشبیہ و بلا تمثیل جیسے ایک شخص لکھنے پر قادر تو پہلے سے ہوتا ہے لیکن اس کا لکھنے پر قادر ہونا اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب وہ لکھتا ہے

☆اللہ پاک دیکھتا تو ہے لیکن ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں دیکھتا کیونکہ ہم دیکھنے کے لیے آنکھ کے محتاج ہیں اور اللہ پاک اس سے پاک ہے۔

☆اللہ پاک سنتا تو ہے لیکن ہمارے سننے کی طرح نہیں سنتا کیونکہ ہم سننے کے لیے کانوں کے محتاج ہیں اور اللہ پاک اس سے پاک ہے۔

☆اللہ پاک کلام تو کرتا ہے لیکن ہمارے کلام کرنے کی طرح کلام نہیں کرتا کیونکہ ہم کلام کرنے کے لیے آلات (حلق، زبان اور دانتوں وغیرہ) اور حروف کے محتاج ہیں لیکن اللہ پاک اس سے پاک ہے کیونکہ حروف مخلوق ہیں اور اللہ پاک کا کلام غیر مخلوق ہے۔

سوال: کیا اللہ پاک "شئ" ہے؟ اگر ہے تو اس کے شئ ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ پاک شئ ہے لیکن اشیائے مخلوقہ کی طرح نہیں ہے، اس کے شئ ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کا وجود بغیر جسم، بغیر جوہر اور بغیر عرض کے ثابت ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے، نہ ہی اس کی کوئی ضد ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا مشابہ ہے، اور نہ ہی کوئی اس کی مثل ہے۔

القول في الصفات (المتشابهات)

صفات متشابہات کے بارے میں گفتگو

عبارت ترجمہ

وَلَهُ يَد وَوَجْهٌ وَنَفْسٌ، كَمَا ذَكَرَهُ اللهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ مِنْ ذِكْرِ الْوَجْهِ وَالْيَدِ وَالنَّفْسِ فَهُوَ لَهُ صِفَاتٌ بِلَا كَيْفٍ، وَلَا يُقَالُ: إِنَّ يَدَهُ قُدْرَتُهُ أَوْ نِعْمَتُهُ، لِأَنَّ فِيهِ إِبْطَالَ الصِّفَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْقَدْرِ وَالْاعْتِزَالِ وَلكِن يَدُهُ صِفَتُهُ بِلَا كَيْفٍ، وَغَضَبُهُ وَرِضَاهُ صِفَتَانِ مِنْ صِفَاتِ اللهِ تَعَالَى بِلا كَيْف

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ید، وجہ اور نفس ہے جیسا کہ اس نے خود قرآن میں ذکر فرمایا ہے لیکن اس نے جو وجہ، ید اور نفس کا ذکر فرمایا ہے تو یہ اس کی صفات بلا کیف ہیں۔ یوں نہیں کہنا چاہیے کہ "ید" سے مراد اللہ کی قدرت یا اس کی نعمت ہے کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی صفت کا ابطال لازم آتا ہے جو کہ قدریہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے (بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ) اللہ کا "ید" اس کی صفتِ بلا کیف ہے۔ اسی طرح اللہ کا غضب اور رضا بھی اس کی منجملہ صفات میں سے دو صفتیں ہیں جو بلا کیف ہیں۔

سوال جواب:

سوال: صفات متشابہات کن صفات کو کہتے ہیں؟

جواب: صفات متشابہات ان صفات کو کہتے ہیں جن کا ظاہری معنی اللہ پاک کی شان کے لائق نہ ہو مثلاً: ید، وجہ، اور نفس۔

سوال: اللہ پاک کے "ید، وجہ، اور نفس" سے امام اعظم کونسا تاویلی معنی مراد لیتے ہیں؟

جواب: اللہ پاک کے "ید، وجہ، اور نفس" سے امام اعظم کوئی بھی تاویلی معنی مراد نہیں لیتے، بلکہ فرماتے ہیں کہ نفس

اللہ پاک کی ایسی صفت ہے جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں، اللہ پاک کا ید، غضب اور رضا ایسی صفات ہیں جن کی کیفیت کا ہمیں پتہ نہیں۔

آپ کے نزدیک ید کے بارے میں کوئی تاویل نہیں کی جائے گی نہ اس کی قدرت کے ذریعے اور نہ نعمت کے ذریعے۔

سوال: علماء متاخّرین صفاتِ متشابہات کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اور ان سے کیا معنی مراد لیتے ہیں؟

جواب: علماء متاخّرین صفاتِ متشابہات کی تاویلات بیان کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں

جیسا کہ وہ ید سے اللہ پاک کے دستِ قدرت، اسی طرح وجہ سے اللہ پاک کی ذات کی تاویل کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

سوال: امام اعظم کے نزدیک اگر صفاتِ متشابہات کی تاویل کریں گے تو کیا خرابی لازم آئے گی؟

جواب: امام اعظم کے نزدیک اگر صفاتِ متشابہات کی تاویل کریں گے تو اس سے ذات باری تعالٰی کی صفت کا باطل ہونا لازم آئے گا

سوال: امام اعظم نے صفاتِ متشابہات کی تاویل سے منع فرمایا لیکن علمائے متاخرین نے ان کی تاویلات بیان کی، حالانکہ اللہ پاک نے متشابہات کے پیچھے پڑنے والوں کی مذمت بیان کی کہ یہ ان کا کام ہے جن کے دلوں میں کجی ہے تو پھر علمائے متاخرین نے یہ کام کیوں کیا؟

جواب: امام اعظم اور دیگر متقدمین علماء کا موقف یہ تھا کہ ان صفاتِ متشابہات سے اللہ پاک کی جو مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے لیکن متاخّرین علماء کے زمانے میں گمراہ فتنوں اور گمراہ لوگوں نے ان کی وجہ سے اللہ پاک کے لیے جسم ثابت کرنا شروع کر دیا اور کمزور ایمان والے مسلمانوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا، اس لیے ان متاخّرین علماء نے ان صفاتِ متشابہات کی تاویلاتِ صحیحہ بیان کی۔

سوال: مذکورہ عبارت پر اعراب لگاتے ہوئے ترجمہ بھی کریں۔

"ولا يقال: ان يده قدرته أو نعمته"

جواب: مذکورہ عبارت کا اعراب یوں ہے۔

وَلَا يُقَالُ إِنَّ يَدَهُ قُدْرَتُهُ أَوْ نِعْمَتُهُ

ترجمہ: اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ بیشک اللہ پاک کے ید سے اس کی قدرت یا اس کی نعمت مراد ہے۔

القول في القدر

تقدیر الٰہی کا بیان

عبارت ترجمہ:

خَلَقَ اللهُ تَعَالَى الْأَشْيَاءَ لَا مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ اللهُ تَعَالَى عَالِمًا فِي الْأَزْلِ بِالْأَشْيَاءِ قَبْلَ كَوْنِهَا، وَهُوَ الَّذِي قَدَّرَ الْأَشْيَاء وَقَضَاهَا وَلَا يَكُونَ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ شَيْءٌ إِلَّا بِمَشِيئَتِهِ وَعِلْمِهِ وَقَضَائِهِ وَقَدْرِهِ وَكَتَبِهِ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظ وَلَكِنْ كَتَبَهُ بِالْوَصْفِ لَا بِالْحُكْمِ، وَالْقَضَاءُ وَالْقَدْرُ وَالْمَشِيئَةُ صِفَاتُهُ فِي الْأَزَلِ بِلَا كَيْفٍ، يَعْلَمُ اللَّهُ تَعَالَى الْمَعْدُومَ فِي حَالِ عَدَمِهِ مَعْدُوْمًا، وَيَعْلَمُ أَنَّهُ كَيْفَ يَكُونُ إِذَا أَوْجَدَهُ وَيَعْلَمُ اللهُ الْمَوْجُودَ فِي حَالِ وُجُودِهِ مَوْجُودًا، وَيَعْلَمُ أَنَّهُ كَيْفَ يَكُونُ فَنَاؤُهُ، وَيَعْلَمُ اللهُ الْقَائِمَ فِي حَالِ قِيَامِهِ قَائِمًا، وَإِذَا قَعَدَ عَلِمَهُ قَاعِدًا فِي حَالِ قُعُودِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَغَيَّرَ عِلْمُهُ أَوْ يَحْدُثَ لَهُ عِلْمٌ، وَلٰكِنِ التَّغَيُّرُ وَاِخْتِلَافُ الأَحْوَالِ يَحْدُثُ فِى الْمَخْلُوقِينَ.

ترجمہ: اللہ پاک نے تمام اشیاء کو کسی مادہ کے بغیر پیدا فرمایا۔ اشیاء کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو ازل سے ان کا علم تھا۔ اس نے تمام مخلوق کے لیے کچھ چیزیں مقرر کیں اور ان میں اپنا حکم جاری فرمایا۔ دنیا و آخرت میں جو چیز بھی وقوع پذیر ہوں گی وہ اس کی مشیت، علم، فیصلہ، تقدیر اور لوحِ محفوظ کے لکھنے کے مطابق ہی ہو گی البتہ لوح محفوظ میں

اس کو باعتبارِ وصف کے تحریر فرمایا نہ کہ باعتبار حکم کے، قضاء، قدر اور مشیت اللہ تعالیٰ کی ازلی صفات ہیں جو بلا کیف ہیں۔ اللہ تعالی معدوم چیز کو اس وقت بھی جانتا ہے جبکہ وہ ابھی حالت عدم میں ہو اور یہ بھی جانتا ہے کہ جب اسے (یعنی شے معدوم کو) وجود عطا کرے گا تو وہ کیسی ہو گی؟ اسی طرح اللہ تعالی موجود شے کو اس کی موجودہ حالت میں بھی جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کب فنا ہو گی؟ اللہ تعالیٰ ہر کھڑی ہونے والی چیز کو اس کے قیام کی حالت میں بھی جانتا ہے اور جب وہ چیز بیٹھے تو اس کا بھی اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے۔ (ان تمام باتوں میں) نہ تو اس کے علم میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے علم میں کوئی نئی بات آتی ہے (کیونکہ وہ ہر چیز پہلے سے ہی جانتا ہے) ہاں تغیر اور تبدیلی جو پیدا ہوتی ہے تو وہ مخلوق کے اعتبار سے پیدا ہوتی ہے

سوال جواب:

سوال: اللہ پاک نے اشیاء کو کس حال میں پیدا کیا؟

جواب: اللہ پاک نے تمام اشیاء کو اس حال میں پیدا کیا کہ وہ پہلے نہیں تھیں اور نہ ہی ان کا کوئی سانچہ تھا۔

سوال: کیا اللہ پاک اشیاء کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کے بارے میں جانتا تھا؟

جواب: جی ہاں! اللہ پاک اشیاء کو ان کی پیدائش سے پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ چیز کیسے پیدا ہو گی؟ کیسے فنا ہو گی؟ یہ تمام باتیں اللہ پاک کے علم و مشیت اور لوح محفوظ میں پہلے سے ہی لکھی جا چکی تھیں۔

سوال: مذکورہ عبادت کی وضاحت کریں

" ولكن كتبه بالوصف لا بالحكم "

جواب: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے لوح محفوظ میں اشیاء کو وصف کے اعتبار سے لکھا نا کہ حکم کے اعتبار سے۔

یعنی یوں نہ لکھا کہ یہ واقعات و حوادثات ہو جائیں بلکہ یوں لکھا کہ یہ واقعات و حوادثات ہوں گے

سوال: اللہ پاک نے مذکورہ بالا کلام حکم کے اعتبار سے کیوں نہ لکھا؟

جواب: اللہ پاک نے مذکورہ بالا کلام حکم کے اعتبار سے اس لیے نہیں لکھا کیونکہ اگر حکم کے اعتبار سے لکھا جاتا تو

سارے کام اسی وقت واقع ہو جاتے۔

سوال: قضاو قدر کا معنی بیان کریں

جواب: قضا کا معنی:

"فیصلہ کرنا"

قدر کا معنی:

"اندازہ لگانا"

سوال: مشیت کا معنی بیان کریں

جواب: مشیئت کا معنی "ارادہ کرنا" ہے۔

سوال: کیا ہمیں ان تینوں کی کیفیت معلوم ہے؟

جواب: جی نہیں! یہ تینوں (قضاء، قدر اور مشیت) اللہ پاک کی صفاتِ ازلی ہیں اور ہمیں ان کی کیفیت معلوم نہیں ہے۔

سوال: تقدیر کی تعریف بیان کریں

جواب: تقدیر کی تعریف:

جو کچھ ہونے والا تھا اللہ پاک نے اسے اپنے علم ازلی سے جان کر پہلے سے ہی لکھ دیا، جو کچھ دنیا میں ہوا اور ہو گا سب اللہ پاک کے علم و ارادے سے ہے۔

سوال: تقدیر کی کتنی اور کون کونسی اقسام میں ہے؟ ہر ایک کی تعریف مع حکم بیان کریں۔

جواب: تقدیر کی تین اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں۔

1 مبرم حقیقی:

یہ تقدیر اللہ پاک کے علم میں کسی شے پر معلّق نہیں ہے۔

حکم:

اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کا بدلنا ناممکن ہے۔

2 معلق محض:

یہ تقدیر فرشتوں کے صحیفوں میں لکھی ہے لیکن اس کے ساتھ کوئی شرط لگی ہوئی ہے

مثلاً: فلاں شخص کی عمر 60 سال ہے اور اگر صلہ رحمی کرے گا تو وہ 70 سال ہو جائے گی۔

حکم:

یہ تقدیر دعا، صدقہ، والدین کی اطاعت وغیرہ سے بدل جاتی ہے، اور اس تک اکثر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے۔

3 معلّق شبیہ بہ مبرم:

یہ تقدیر فرشتوں کے صحیفوں میں کسی چیز پر معلق نہیں اور علم الٰہی میں کسی چیز پر معلق ہے۔

حکم:

اس تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔

سوال: اللہ پاک معدوم چیزوں کو کب سے جانتا ہے؟

جواب: اللہ پاک معدوم چیزوں کو اُن کی حالتِ عدم میں بھی جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جب وہ معدوم چیز وجود میں آئے گی تو وہ کیسی ہو گی۔

سوال: اللہ پاک موجود چیزوں کو کب سے جانتا ہے؟

جواب: اللہ پاک موجود چیزوں کو ان کی حالتِ موجودگی میں بھی جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ موجود چیز کیسے فنا ہو گی.

سوال: اللہ پاک کھڑی ہونے والی چیز کو کب سے جانتا ہے؟

جواب: اللہ پاک کھڑی ہونے والی چیز کو اس کی حالتِ قیام میں بھی جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جب وہ چیز بیٹھے گی تو اس کی حالتِ قعود کیسی ہو گی۔

سوال: کیا ان تمام باتوں سے اللہ پاک کے علم میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے یا اس کے علم میں کوئی نئی چیز آتی ہے؟

جواب: جی نہیں! ان تمام باتوں سے نہ ہی اللہ پاک کے علم میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے علم میں کوئی نئی

چیز آتی ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو پہلے سے ہی جانتا ہے۔

سوال: احوال میں تبدیلی اور اختلاف کس کے اعتبار سے پایا جاتا ہے؟

جواب: احوال میں تبدیلی اور اختلاف مخلوق کے اعتبار سے پایا جاتا ہے، اللہ پاک اس سے پاک ہے۔

ما فطر الله عليه الناس

فطرت انسانی

عبارت ترجمہ:

خَلَقَ الْخَلْقَ سَلِيمًا مِنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ، ثُمَّ خَاطَبَهُمْ وَأَمَرَهُمْ وَنَهَاهُمْ، فَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ بِفِعْلِهِ وَإِنْكَارِهِ وَجُحُوْدِهِ الْحَقَّ بِخِذْلَانِ اللَّهِ تَعَالَى إِيَّاهُ، وَآمَنَ مَنْ آمَنَ بِفِعْلِهِ وَإِقْرَارِهِ وَتَصْدِيقِهِ بِتَوْفِيقِ اللَّهِ تَعَالَى إِيَّاهُ وَنُصْرَتِهِ لَهُ، أَخْرَجَ ذُرِّيَّةَ آدَمَ عليه السلام مِنْ صُلْبِهِ عَلٰى صُوَرِ الذرّ، فَجَعَلَ لَهُمْ عَقْلًا، فَخَاطَبَهُمْ وَأَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الْكُفْرِ فَأَقَرُّوا لَهُ بِالرَّبُوْبِيَةِ، فَكَانَ ذَلِكَ مِنْهُمْ إِيْمَانًا، فَهُمْ يُولَدُونَ عَلَى تِلْكَ الْفِطْرَةِ، وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَدْ بَدَّلَ وَغَيَّرَ، وَمَنْ آمَنَ وَصَدَّقَ فَقَدْ ثَبَتَ عَلَيْهِ وَ دَامَ، وَلَمْ يُجْبِرْ أَحَدًا مِنْ خَلْقِهِ عَلَى الْكُفْرِ وَلَا عَلَى الْإِيْمَانِ، وَلَا خَلَقَهُمْ مُؤْمِنًا وَلَا كَافِرًا، وَلَكِنْ خَلَقَهُمْ أَشْخَاصًا، وَالْإِيمَانُ وَالْكُفْرُ فِعْلُ الْعِبَادِ، يَعْلَمُ اللهُ تَعَالَى مَنْ يَكْفُرُ فِي حَالِ كُفْرِهِ كَافِرًا، فَإِذَا آمَنَ بَعْدَ ذَلِكَ عَلِمَهُ مُؤْمِنًا فِي حَالِ إِيْمَانِهِ

مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَغَيَّرَ عِلْمُهُ وَصِفَتُهُ، وَجَمِيعُ أَفْعَالِ الْعِبَادِ مِنَ الْحَرَكَةِ وَالسُّكُونِ كَسْبُهُمْ عَلَى الْحَقِيقَةِ، وَاللَّهُ تَعَالَى خَالِقُهَا وَهِيَ كُلُّهَا بِمَشِيئَتِهِ وَعِلْمِهِ وَقَضَائِهِ وَقَدْرِهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو کفر وایمان سے خالی پیدا فرمایا۔ پھر انہیں خطاب فرمایااور کچھ کاموں کے کرنے کا حکم دیااور کچھ سے منع فرمایا۔ پھر کسی نے باختیار خود (احکامات خداوندی کا انکار کیااور راہِ حق کی) مخالفت کی جس کی وجہ سے توفیق الٰہی اس کے شامل حال نہ رہی تو وہ کافر ہو گیا،اور کسی نے باختیار خود احکاماتِ خداوندی کا اقرار کیااور تصدیق کی جس کی وجہ سے توفیق ونصرت الٰہی اس کے شامل حال ہوئی تو وہ ایمان کی دولت سے مالامال ہوا،اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو چیونٹیوں کی صورت میں نکالا، پھر ان میں عقل کی دولت ودیعت فرمائی۔ پھر انہیں خطاب فرمایااور ایمان لانے کا حکم دیااور کفر سے منع فرمایا۔ (اس خطاب کے نتیجے میں) انہوں نے خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ یہ اقرار دراصل ان کی طرف سے ایمان کا اظہار تھا۔ اسی فطرت پر یہ لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ پھر جو شخص اس کے بعد کفر کرتا ہے تو وہ اپنی اس فطرت کو تبدیل کر ڈالتا ہے اور جو ایمان لاتا اور تصدیق کرتا ہے تو وہ اسی فطرت کو اپناتے ہوئے اس پر ثابت قدم رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی کفر یا ایمان پر مجبور نہیں کیا اور نہ ہی انہیں (جبراً) مؤمن یا کافر بنایا ہے بلکہ انہیں صرف اشخاص (وافراد) کی حیثیت سے پیدا فرمایا ہے، ایمان اور کفر بندوں کا اختیاری فعل ہے، جب کوئی بندہ کفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی حالت کفر کا (پہلے سے ہی) علم ہوتا ہے اور جب وہ بندہ بعد میں ایمان لاتا ہے تو اس کی حالت ایمان کا بھی اللہ تعالیٰ کو (پہلے سے) علم ہوتا ہے لیکن اس سے نہ تو اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی صفت میں کوئی تغیر واقع ہوتا ہے، انسانوں کے تمام افعال خواہ وہ حرکات ہوں یا سکنات حقیقۃً خود انہی کے کیے ہوئے ہوتے ہیں جبکہ ان تمام کاموں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، نیز یہ تمام افعال اللہ تعالیٰ کی مشیت، علم، فیصلہ اور تقدیر کے مطابق ہی ہوتے ہیں

سوال جواب:

سوال: اللہ پاک نے مخلوق کو کس حال میں پیدا فرمایا؟

جواب: اللہ پاک نے مخلوق کو اس حال میں پیدا فرمایا کہ وہ کفر و ایمان سے خالی تھے، پھر اللہ پاک نے مخلوق کو مخاطب کرتے ہوئے بعض کاموں کے کرنے کا اور بعض سے بچنے کا حکم دیا۔

سوال: جس نے کفر کیا اس نے کس وجہ سے کفر کیا؟

جواب: جس نے کفر کیا اس نے اپنے فعل و انکار اور حق کی مخالفت کی وجہ سے انکار کیا، جس کی وجہ سے اللہ پاک کی توفیق اس کے شاملِ حال نہ رہی اور وہ کافر ہو گیا۔

سوال: جس نے ایمان کو قبول کیا اس نے اسے کس وجہ سے قبول کیا؟

جواب: جس نے ایمان قبول کیا اس نے اپنے فعل و اقرار اور تصدیق کی وجہ سے ایمان قبول کیا، جس کی وجہ سے اللہ پاک کی مدد اور توفیق اس کے شامل حال رہی اور اس نے ایمان کو قبول کر لیا۔

سوال: اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کی پُشت سے آپ کی اولاد کو کس صورت میں نکالا اور نکالنے کے بعد کیا معاملہ فرمایا؟ نیز فطرت کو بدلنے اور فطرت پر ثابت قدم رہنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے آپ کی اولاد کو چیونٹیوں کی صورت میں نکالا پھر انہیں عقل عطا فرمائی، ایمان لانے کا حکم دیا اور کفر سے منع کیا، پس تمام لوگوں نے اللہ پاک کی ربوبیت کا اقرار کیا، تو یہ ان کی طرف سے ایمان لانا ہے، لوگوں کو اسی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے تو اب دنیا میں آنے کے بعد جو آدمی کفر کرتا ہے گویا اس نے اس فطرت کو بدل دیا، اور جو آدمی ایمان کو قبول کرتا ہے گویا وہ اس فطرت پر ثابت قدم رہا اور اس پر ہمیشگی اختیار کی۔

سوال: کیا اللہ پاک نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو ایمان یا کفر پر مجبور کیا؟

جواب: جی نہیں! اللہ پاک نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی ایمان یا کفر پر مجبور نہیں کیا، اور نہ ہی انہیں جبراً مومن یا کافر بنایا، بلکہ انہیں صرف اشخاص کی حیثیت سے پیدا فرمایا۔

سوال: ایمان اور کفر کونسے افعال ہیں؟

جواب: ایمان اور کفر بندوں کے اختیاری افعال ہے۔

سوال: جب کوئی بندہ کفر کرتا ہے تو کیا اللہ پاک پہلے سے ہی اس کی حالتِ کفر کو جانتا ہے؟

جواب: جی ہاں! جب کوئی بندہ کفر کرتا ہے تو اللہ پاک کو پہلے سے ہی اس کی حالتِ کفر کا علم ہوتا ہے۔

سوال: جب کوئی بندہ ایمان لاتا ہے تو کیا اللہ پاک کو پہلے سے ہی اس کی حالتِ ایمان کا علم ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں! جب کوئی بندہ ایمان لاتا ہے تو اللہ پاک کو پہلے سے ہی اس کی حالتِ ایمان کا علم ہوتا ہے۔

لیکن اس سے اللہ پاک کے علم اور صفت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔

سوال: بندوں کے تمام افعال حقیقتاً کس کے کیے ہوئے ہوتے ہیں؟ نیز ان افعال کا خالق کون ہے؟

جواب: بندوں کے تمام افعال چاہے وہ حرکات ہوں یا سکنات ہوں حقیقتاً اُنہی کے کیے ہوئے ہوتے ہیں، لیکن ان تمام افعال کا خالق اللہ پاک ہے۔

اور یہ تمام افعال اللہ پاک کی مشیت، علم، فیصلے اور تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں۔

اطاعات محبوبة الله والمعاصي مقدورة غير محبوبة

طاعات پسندیدہ اور معاصی ناپسند

عبارت ترجمہ:

وَالطَّاعَاتُ كُلُّهَا مَا كَانَتْ وَاجِبَةً بِأَمْرِ اللهِ تَعَالَى وَبِمَحَبَّتِهِ وَبِرَضَائِهِ وَعِلْمِهِ وَ مَشِيئَتِهِ وَقَضَائِهِ وَتَقْدِيرِهِ، وَالْمَعَاصِي كُلُّهَا بِعِلْمِهِ وَقَضَائِهِ وَتَقْدِيرِهِ وَمَشِيئَتِهِ لَا بِمَحَبَّتِهِ وَلَا بِرَضَائِهِ وَلَا بِأَمْرِهِ

ترجمہ: ہر قسم کی طاعات (یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والے کام) اللہ کے حکم، محبت، رضامندی، علم، مشیت، فیصلے اور تقدیر کے مطابق ہی وقوع پذیر ہوتی ہیں جبکہ ہر قسم کے معاصی (یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام) اللہ تعالیٰ کے علم، فیصلے، تقدیر اور مشیت کے مطابق تو ہوتے ہیں لیکن ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت، رضامندی اور حکم شاملِ حال نہیں ہوتا۔

سوال جواب:

سوال: تمام طاعتیں کس کے مطابق وقوع پذیر ہوتی ہیں؟

جواب: تمام طاعتیں (اللہ پاک کی فرمانبرداری والے کام) اللہ پاک کے حکم سے، اس کے پسند کرنے، اس کی رضا، اس کے فیصلے، اس کے علم، اس کے چاہنے اور تقدیر کے مطابق وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

سوال: تمام معاصی کس کے مطابق وقوع پذیر ہوتے ہیں؟

جواب: تمام معاصی (اللہ پاک کی نافرمانی والے کام) اللہ پاک کے علم، فیصلے، اس کے چاہنے اور تقدیر کے مطابق وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

لیکن ان معاصی میں اللہ پاک کی محبت، رضا اور اللہ پاک کا حکم شامل نہیں ہوتا۔

القول في عصمة الأنبياء

عصمت انبیاء علیہم السلام کا بیان

عبارت ترجمہ:

وَالْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كُلُّهُمْ مُنَزَّهُونَ عَنِ الصَّغَائِرِ وَالْكَبَائِرِ وَالْكُفْرِ وَالْقَبَاحِ وَقَدْ كَانَتْ مِنْهُمْ زَلَّاتٌ وَخَطِيئَاتٌ

ترجمہ: تمام انبیاء کرام علیہم السلام صغیرہ وکبیرہ گناہوں اور کفر وبے ہودہ کاموں سے پاک ہوتے ہیں، ہاں البتہ بعض اوقات ان سے زلات اور لغزشوں کا صدور ہوا

سوال جواب:

سوال: تمام انبیاء کرام کن چیزوں سے پاک ہوتے ہیں؟

جواب: تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام تمام چھوٹے اور بڑے گناہوں، کفر اور ہر طرح کے بے ہودہ کاموں سے پاک ہوتے ہیں

البتہ بعض اوقات بعض انبیاء کرام سے کچھ لغزشیں واقع ہوئی ہیں۔ لیکن تلاوتِ قرآن اور روایتِ حدیث کے علاوہ ان کو ذکر کرنا حرام ہے۔

القول في الرسول صلى الله عليه وسلم

حضور ﷺ کے بارے میں گفتگو

عبارت ترجمہ:

وَمُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَبِيُّهُ وَعَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ وَصَفِيُّه، وَلَمْ يَعْبُدِ الصَّنَمَ، وَلَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَطُّ، وَلَمْ يَرْتَكِبْ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً قَطَّ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ نبی خاص بندے وخاص رسول ہیں۔آپ علیہ السلام نے پلک جھپکنے کے برابر بھی کسی بت کی پرستش نہ کی،اور نہ ہی اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایااور نہ ہی کسی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کاارتکاب کیا۔

سوال جواب:

سوال: حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ اللہ پاک کے خاص بندے نبی ورسول ہیں۔

آپ نے پلک جھپکنے کے برابر بھی کسی بت کی پوجا نہیں کی اور نہ ہی اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا۔ اور نہ ہی حضور علیہ السلام نے کبھی کسی چھوٹے یا بڑے گناہ کاارتکاب کیا۔

المفاضلة بين الصحابة

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی افضیلت کا بیان

عبارت ترجمہ:

وَأَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلِّم أَبُو بَكْرِ الصِّدِّيق ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَاب ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّان ثُمَّ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبِ رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ غَابِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ كَمَا كَانُوْا، نَتَوَلَّاهُمْ جَمِيعًا، وَلَا نَذْكُرُ الصَّحَابَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ

ترجمہ: حضور علیہ السلام (اور تمام انبیاء و مرسلین) کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہستی حضرت ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان اور پھر حضرت علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، یہ تمام ہستیاں حق پر قائم رہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں تھے، ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں، اور ہم صحابہ کرام کا ذکر نہیں کریں گے مگر اچھے الفاظ کے ساتھ

سوال جواب:

سوال: نبی کریم ﷺ کے بعد کائنات میں سب سے افضل کون ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ (اور تمام انبیاء و مرسلین) کے بعد کائنات میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر بن خطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان اور پھر حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

سوال: کیا تمام صحابہ کرام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے وصال کے بعد بھی حق پر ثابت قدم رہے؟

جواب: جی ہاں! جس طرح حضور علیہ السلام کی ظاہری زندگی میں تمام صحابہ حق پر ثابت قدم رہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی تمام صحابہ کرام حق پر ثابت قدم رہے۔

سوال: حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کے بارے میں ہمارا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ تمام عادل اور پرہیز گار تھے اور یہ تمام بالیقین جنتی ہیں۔

☆ہم ان تمام صحابہ کرام سے محبت کرتے ہیں۔

سوال: درج ذیل عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے مختصر سی وضاحت کریں۔

" ولا تذكر الصحابة الأبخير "

جواب: مذکورہ بالا عبارت کا ترجمہ: "اور ہم صحابہ کرام کا ذکر نہیں کریں گے مگر خیر کے ساتھ"

یعنی ہم جب بھی حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کا ذکر کریں گے تو اچھے الفاظ اور بھلائی کے ساتھ کریں گے۔

☆ان کے درمیان جو مشاجرات ہوئے ہم انہیں بیان نہیں کریں گے۔

لا يكفر مسلم بذنب ما لم يستحله

مرتکب کبیرہ کو کافر نہ کہا جائے جب تک وہ گناہ کو حلال نہ سمجھے

عبارت ترجمہ:

وَلَا نُكَفِّرُ مُسْلِمًا بِذَنْبٍ مِنَ الذُّنُوبِ وَإِنْ كَانَتْ كَبِيرَةً إِذَا لَمْ يَسْتَحِلَّهَا، وَلَا نُزِيلُ عَنْهُ اسْمَ الْإِيْمَانِ، وَنُسَمِّيْهِ مُؤْمِنًا حَقِيقَةً، وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مُؤْمِنًا فَاسِقًا غَيْرَ كَافِرٍ

ترجمہ: ہم کسی مسلمان کو گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ گناہِ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو جب تک کہ وہ اس گناہ کو حلال نہ سمجھے، ہم اس سے ''ایمان'' کا لفظ ختم نہیں کر سکتے بلکہ اسے حقیقی مؤمن ہی کہیں گے کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص مؤمن ہو اور فاسق ہو لیکن کافر نہ ہو۔

سوال جواب:

سوال: کیا کبیرہ گناہوں کی وجہ سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے؟

جواب: جی نہیں! کبیرہ گناہوں کی وجہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا۔

لیکن اگر وہ مسلمان اس گناہ کو حلال سمجھ کر گناہ کر رہا ہو تو اب وہ کافر ہو جائے گا۔

سوال: کیا کبیرہ گناہوں کے مرتکب کو مؤمن کہا جائے گا؟

جواب: جی ہاں! کبیرہ گناہوں کے مرتکب کو اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا گنہگار کیوں نہ ہو مومن ہی کہیں گے، اس سے مومن کا لفظ زائل نہیں ہو گا۔

اور اسے حقیقی طور پر مؤمن ہی کہیں گے۔

سوال: کبیرہ گناہوں کے مرتکب مسلمان کو مؤمن فاسق کہنا کیسا؟

جواب: کبیرہ گناہوں کے مرتکب مسلمان کو مؤمن فاسق کہنا جائز ہے لیکن اب بھی اسے کافر نہیں کہیں گے۔

ذكر بعض من عقائد أهل السنه

اہلسنت کے عقائد میں سے بعض عقائد کا ذکر

عبارت ترجمہ:

وَالْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ سُنَّةٌ، وَالتَّرَاوِيحُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ سُنَّةٌ، وَالصَّلَاةُ خَلْفَ كُلِّ برٍ وَفَاجِرٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ جَائِزَةٌ،وَلَا نَقُولُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا تَضُرُّهُ الذُّنُوب، وَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ النَّارَ وَلَا إِنَّهُ يَخَلِّدُ فِيهَا وَإِنْ كَانَ فَاسِقًا بَعْدَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا مُؤْمِنًا، وَلَا نَقُولُ إِنَّ حَسَنَاتِنَا مَقْبُولَةٌ وَسَيِّئَاتِنَا مَغْفُورَةٌ كَقَوْلِ الْمُرْجِئَةِ، وَلكِن نَقُولُ مَنْ عَمِلَ حَسَنَةً بِجَمِيعِ شَرَائِطِهَا خَالِيَةً عَنِ الْعُيُوبِ الْمُفْسِدَةِ وَلَمْ يُبْطِلْهَا حَتَّى خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يُضِيعُهَا بَلْ يَقْبلُهَا مِنْهُ وَيُثِيبُهُ عَلَيْهَا، وَمَا كَانَ مِنَ السَّيِّئَاتِ دُونَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ وَلَمْ يَتُبْ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ مُؤْمِنًا فِي مَشِيئَةِ اللهِ تَعَالَى، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَلَمْ يُعَذِّبْ بِالنَّارِ أَبداً، وَالرِّيَاءُ إِذَا وَقَعَ فِي عَمَلٍ مِنَ الْأَعْمَالِ فَإِنَّهُ يُبْطِلُ أَجْرَهُ وَكَذَلِكَ الْعُجُبُ

ترجمہ: موزوں پر مسح کرنا سنت ہے،اور رمضان المبارک میں تراویح ادا کرنا سنت ہے،اور ہر نیک اور برے مؤمن کے پیچھے نماز جائز ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ گناہ کرنے سے مؤمن کو نقصان نہیں پہنچتا،اور مؤمن جہنم میں نہیں جائے گا اور یہ بھی کہ مومن ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اگرچہ وہ فاسق ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دنیا سے حالتِ ایمان میں رخصت ہوا ہو، ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ہماری نیکیاں قبول ہیں اور ہماری برائیاں معاف ہیں جیسا کہ فرقہ مرجئہ کا نظریہ ہے بلکہ ہم یوں کہتے ہیں کہ جو شخص بھی تمام شرائط قبولیت ملحوظ رکھتے ہوئے اور نیکیوں کو برباد کرنے والے عیوب سے

بچتے ہوئے کوئی نیکی کرتا ہے اور اس نیکی کو ضائع نہیں کرتا تا آنکہ حالت ایمان میں دنیا سے چلا جاتا ہے تو اللہ پاک اس کی نیکی کو ضائع نہیں فرماتا بلکہ اس کی نیکی کو قبول فرما کر اسے ثواب عطا فرماتا ہے، شرک اور کفر کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں اگر ان کا مرتکب توبہ کیے بغیر حالتِ ایمان میں فوت ہو جائے تو ایسے شخص کا معاملہ اللہ پاک کی مشیت پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اسے معاف فرما دے اور جہنم کا عذاب بالکل نہ دے، ریاکاری جب کسی عمل میں شامل ہو جائے تو اس کا اجر و ثواب ضائع کر دیتی ہے، یہی حال خود پسندی کا ہے

سوال جواب:

سوال: اہلسنت کے نزدیک موزوں پر مسح کرنے اور تراویح کا کیا حکم ہے؟

جواب: اہلسنت کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا سنت ہے کیونکہ یہ احادیث سے ثابت ہے، اس کے بارے میں تو اتنی کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ یہ متواتر کے قریب کا درجہ رکھتی ہیں۔

اسی طرح رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا سنت ہے کیونکہ یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام نے تراویح ادا کی لیکن پھر اس خوف سے چھوڑ دی کہ امت پر واجب نہ ہو جائے۔

سوال: فاسق و فاجر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فاسق و فاجر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے[1]

سوال: کیا گناہ مومن کو نقصان پہنچاتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! گناہ مومن کو نقصان پہنچاتے ہیں، اور اسے جہنم میں داخل کرواتے ہیں لیکن ان گناہوں کی وجہ سے وہ مومن ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔

....

1 فاسق و فاجر کے پیچھے پڑھی گئی نماز مکروہ تحریمی ہے یعنی اس کا لوٹانا واجب ہے۔
جیسا کہ در مختار مع شامی جلد اول میں مذکور ہے۔
امام اعظم کے قول سے یہ مراد ہے کہ اس سے نماز کی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

سوال: کیااللہ پاک پر ہماری نیکیاں قبول کرنااور ہمارے گناہ معاف کرنالازم ہے؟
جواب: جی نہیں! اللہ پاک پر ہماری نیکیاں قبول کرنااور ہمارے گناہ معاف کرنالازم نہیں ہے۔
جیساکہ مرجئہ فرقے والے کہتے ہیں۔
سوال: نیکیوں کی قبولیت اور گناہوں کی بخشش کے متعلق اہلسنت کا کیاعقیدہ ہے؟
جواب: نیکیوں کی قبولیت کے متعلق ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اعمال حسنہ (نیکیاں) جوان عیوب سے خالی ہوں جوانہیں فاسد کرنے والے ہیں اسی طرح بندہ ان اعمال حسنہ کو مرنے سے پہلے ضائع نہ کرے تواللہ پاک ان نیکیوں کو ضائع نہیں فرمائے گا بلکہ انہیں قبول فرمائے گااور ان نیکیوں کا اجر عطافرمائے گا۔

اور گناہوں کی بخشش کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کفر و شرک کے علاوہ کوئی گناہ صادر ہو گیا اور وہ توبہ کیے بغیر (مومن ہونے کی حالت میں) مر گیاتواب یہ اللہ پاک کی مشیت پر ہے، اگراللہ پاک چاہے گاتواسے عذاب دے گااور اگر چاہے گاتوعذاب نہیں دے گا۔
سوال: کیاکسی مسلمان کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں رکھاجائے گا؟
جواب: جی نہیں! بلکہ اگر کسی مسلمان کو جہنم کاعذاب دیا بھی جائے گاتواسے اس عذاب میں ہمیشہ کے لیے نہیں رکھا جائے گا بلکہ وہ اپنے گناہوں کی سزاپانے کے بعد جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیاجائے گااور جنت میں وہ ہمیشہ رہے گا۔
سوال: اگر کسی عمل میں ریاکاری یاخود پسندی شامل ہو جائے تواس عمل کا کیا حکم ہے؟
جواب: اگر کسی عمل میں ریاکاری یاخود پسندی شامل ہو جائے توان کی وجہ سے اس کا اجر باطل ہو جاتاہے۔

آيات الأنبياء وكرامات الأولياء حق

انبیاء کرام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں

عبارت ترجمہ:

وَالْآيَاتُ لِلْأَنْبِيَاءِ وَالْكَرَامَاتُ لِلْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ، وَأَمَّا الَّتِي تَكُونُ لِأَعْدَائِهِ مِثْلُ إِبْلِيسَ وَفِرْعَوْنَ وَالدَّجَّال مِمَّا رُوِيَ فِي الْأَخْبَارِ أَنَّهُ كَانَ لَهُمْ فَلَا نُسَمِّيهَا آيَاتٍ وَلَا كَرَامَاتٍ وَلكِنْ نُسَمِّيْهَا قَضَاءَ حَاجَاتِهِمْ، وَذٰلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقْضِي حَاجَاتِ أَعْدَائِهِ اِسْتِدْرَاجًا لَهُمْ وَعُقُوْبَةً لَهُمْ فَيَغْتَرُونَ بِهِ وَيَزْدَادُونَ عِصْيَانًا أَوْ كُفْرًا، وَذٰلِكَ كُلُّهُ جَائِزٌ وَ مُمْكِنٌ

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کے لیے معجزات اور اولیاء کے لیے کرامات کا ظہور بر حق ہے، جہاں تک ان (خرق عادت) امور کا تعلق ہے جو احادیث کے مطابق اللہ کے دشمنوں مثلاً ابلیس، فرعون اور دجال کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے تو ہم انہیں معجزات یا کرامات نہیں کہہ سکتے بلکہ ہم انہیں ان لوگوں کی حاجات اور ضروریات پورا کرنے کا نام دے سکتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو ڈھیل اور سزا دینے کے لیے ان کی حاجات پوری کرتا ہے لیکن یہ لوگ دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور سرکشی و کفر میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں، یہ ساری باتیں (یعنی معجزات، کرامات اور استدراجات) بالکل جائز اور ممکن الوقوع ہیں

سوال جواب:

سوال: معجزہ اور کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: معجزہ کی تعریف:

"اعلان نبوت کے بعد نبی سے جو کام خلاف عادت ظاہر ہو" اسے معجزہ کہتے ہیں

کرامت کی تعریف:

"اگر یہ کام کسی ولی سے ظاہر ہو" تو اسے کرامت کہتے ہیں

سوال: معجزات اور کرامات کا کیا حکم ہے؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور اولیائے عظام رحمہم اللہ السلام کی کرامات حق ہیں، اور قرآن وحدیث سے ثابت بھی ہیں۔

سوال: اللہ پاک کے دشمنوں سے جو کام خلافِ عادت واقع ہوئے انہیں کیا کہیں گے؟ نیز ان سے یہ کام کیوں واقع ہوئے؟

جواب: اللہ پاک کے دشمنوں مثلاً: ابلیس، فرعون اور دجال سے جو کام خلافِ عادت واقع ہوئے انہیں معجزات یا کرامات نہیں کہیں گے بلکہ انہیں ان کی حاجات اور ضروریات پورا کرنے کا نام دیں گے

اور ان سے یہ کام واقع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک اپنے دشمنوں کو ڈھیل اور سزا دینے کے لیے ان کی حاجات پوری کرتا ہے لیکن یہ لوگ دھوکے میں مبتلا ہو کہ کفر و سرکشی میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔

سوال: کیا یہ تمام کام (معجزات، کرامات، استدراجات) ممکن ہیں؟

جواب: جی ہاں! یہ تمام کام (معجزات، کرامات اور استراجات) ممکن ہیں، اگرچہ عقل انہیں تسلیم نہ کرے کیونکہ معجزات و کرامات ہوتے ہی وہ ہیں جن کو عقل تسلیم نہ کرے۔

رؤية الله في الآخرة

آخرت میں اللہ پاک کو دیکھنا

عبارت ترجمہ:

وَكَانَ اللهُ تَعَالَى خَالِقًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ، وَرَازِقًا قَبْلَ أَنْ يَرْزُقَ، وَاللَّهُ تَعَالَى يُرَى فِي الْآخِرَةِ وَيَرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ وَهُمْ فِي الْجَنَّةِ بِأَعْيُنِ رُؤُوسِهِمْ بِلَا تَشْبِيهٍ وَلَا كَيْفِيَّةٍ وَلَا كَمِيَّةٍ وَلَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ مَسَافَةٌ

ترجمہ: اللہ تعالی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی خالق تھا اور مخلوق کو رزق دینے سے پہلے بھی رازق تھا، اللہ تعالیٰ کا آخرت میں دیدار ہو گا، اہل ایمان جنت میں رہ کر اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو بلا تشبیہ وبلا کیفیت دیکھیں گے، اس دوران اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان کوئی مسافت نہ ہو گی۔

سوال جواب:

سوال: اللہ پاک کب سے خالق ورازق ہے؟

جواب: اللہ پاک مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی خالق تھا اور مخلوق کو رزق دینے سے پہلے بھی رازق تھا لیکن اس کی یہ صفات مخلوق کو پیدا کرنے اور رزق دینے کے بعد ظاہر ہوئیں۔

سوال: کیا آخرت میں اللہ پاک کا دیدار ہو گا؟ نیز اگر ہو گا تو کس کو اور کس حالت میں ہو گا؟

جواب: جی ہاں! آخرت میں اہل ایمان کو اللہ پاک کا دیدار ہو گا، اہل ایمان جنت میں اپنے سر کی آنکھوں سے بلا تشبیہ و بلا کیفیت اللہ پاک کو دیکھیں گے۔

اس دوران اللہ پاک اور اس کی مخلوق کے درمیان کوئی مسافت نہیں ہو گی۔

اسی دیدارِ الٰہی کے متعلق خبر دیتے ہوئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ (22) اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (23)"

ترجمہ کنزالعرفان: کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے۔

تعريف الإيمان

ایمان کی تعریف

عبارت ترجمہ:

وَالْإِيْمَانُ هُوَ الْإِقْرَارُ وَالتَّصْدِيقُ، وَإِيْمَانُ أَهْلِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ، وَالْمُؤْمِنُونَ مُسْتَوُونَ فِي الْإِيمَانِ وَالتَّوْحِيدِ، مُتَفَاضِلُونَ فِي الْأَعْمَالِ

ترجمہ: ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے، آسمان والوں اور زمین والوں کے ایمان میں نہ زیادتی ہوتی ہے نہ کمی، تمام مومنین ایمان اور توحید میں تو برابر ہیں البتہ اعمال میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔

سوال جواب:

سوال: ایمان کس چیز کا نام ہے؟

جواب: "اقرار اور تصدیق" کا نام ایمان ہے۔

سوال: ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: تمام ضروریات دین کا زبان سے اقرار کرنے اور دل سے تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔

سوال: کیا آسمان والوں کا ایمان زمین والوں سے زیادہ ہے؟

جواب: جی نہیں! ایمان کے معاملے میں زمین و آسمان والے برابر ہیں، نا ہی ان میں سے کسی کا ایمان دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ہے اور نا ہی کم، تمام مؤمنین ایمان اور توحید میں برابر ہیں

البتہ اعمال کے معاملے میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔یعنی بعض مؤمنین کے اعمال بعض مؤمنین کے اعمال سے زیادہ ہیں جس کی وجہ سے وہ ان پر فضیلت رکھتے ہیں۔

علاقة الإسلام والإيمان

اسلام اور ایمان میں مناسبت

عبارت ترجمہ:

وَالْإِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيمُ وَالإِنْقِيَادُ لِأَوَامِرِ اللّٰهِ تَعَالَى، فَفِي طَرِيقِ اللُّغَةِ فَرْقٌ بَيْنَ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَلَكِنْ لَا يَكُونُ إِيْمَانُ بِلَا إِسْلَامٍ وَلَا إِسْلَامُ بِلَا إِيْمَانٍ فَهُمَا كَالظَّهْرِ مَعَ الْبَطْنِ، وَالدِّينُ اِسْمَ وَاقِعٌ عَلَى الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالشَّرَائِعِ كُلِّهَا

ترجمہ: اسلام اللہ تعالٰی کے اوامر کو تسلیم کرنے اور ان کی اطاعت کرنے کا نام ہے، لغوی اعتبار سے تو اسلام اور ایمان میں فرق ہے لیکن ایمان اسلام کے بغیر اور اسلام ایمان کے بغیر نہیں پایا جاسکتا۔ان کا آپس میں تعلق ایسے ہی ہے جیسے پیٹھ اور پیٹ کا تعلق ہے (کہ ایک کا وجود دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے)، ''دین''ایسا لفظ ہے جو ایمان، اسلام اور تمام احکام شرعیہ پر صادق آتا ہے۔

سوال جواب:

سوال: اسلام کس چیز کا نام ہے؟

جواب: "اللہ پاک کے اوامر کو تسلیم کرنے اور ان کی اطاعت کرنے" کا نام اسلام ہے۔

سوال: ایمان اور اسلام میں کس اعتبار سے فرق ہے؟

جواب: ایمان اور اسلام میں لغوی اعتبار سے فرق ہے لیکن ان دونوں کے درمیان ایسا گہرا تعلق ہے کہ ایمان اسلام کے

بغیر اور اسلام ایمان کے بغیر نہیں پایا جاتا۔

سوال: ایمان اور اسلام کے درمیان تعلق کو کس مثال سے بیان کیا گیا ہے ؟

جواب: ایمان اور اسلام کے درمیان تعلق کو پیٹھ اور پیٹ کے تعلق کی مثال سے بیان کیا گیا ہے یعنی جیسے ان دونوں میں سے ایک کے پائے جانے کے لیے دوسرے کا پایا جانا ضروری ہے اسی طرح ایمان اور اسلام میں سے ایک کے پائے جانے کے لیے دوسرے کا پایا جانا ضروری ہے۔

سوال: لفظِ "دین" کس کس پر صادق آتا ہے ؟

جواب: لفظِ "دین" ایمان، اسلام اور تمام احکام شرعیہ پر صادق آتا ہے۔

یعنی جب مطلقاً دین کہا جائے گا تو اس سے دل سے ایمان کی تصدیق کرنا، زبان سے اس کا اقرار کرنا اور انبیاء کرام کے احکامات کو قبول کرنا مراد ہو گا

معرفتنا بالله تعالى

معرفت وعبادت باری تعالیٰ

عبارت ترجمہ:

نَعْرِفُ اللهَ تَعَالَى حَقَّ مَعْرِفَتِهِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ فِي كِتَابِهِ بِجَمِيعِ صِفَاتِهِ، وَلَيْسَ يَقْدِرُ أَحَدٌ أَنْ يَعْبُدَ اللهَ حَقَّ عِبَادَتِهِ كَمَا هُوَ أَهْلٌ لَهُ وَلَكِنَّهُ يَعْبُدُهُ بِأَمْرِهِ كَمَا أَمَرَ، وَيَسْتَوِي الْمُؤْمِنُونَ كُلُّهُمْ فِي الْمَعْرِفَةِ وَالْيَقِينِ وَالتَّوَكُّلِ وَالْمَحَبَّةِ وَالرِّضَاءِ وَالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَالْإِيْمَانِ، وَيَتَفَاوَتُونَ فِيمَا دُونَ الْإِيمَانِ فِي ذَلِكَ كُلِهِ وَاللهُ تَعَالَى مُتَفَضّلٌ عَلَى عِبَادِهِ، عَادِلٌ، قَدْ يُعْطِي مِنَ الثَّوَابِ أَضْعَافَ مَا يَسْتَوْجِبُهُ الْعَبْدُ تَفَضُّلًا مِنْهُ، وَقَدْ يُعَاقِبُ عَلَى الذَّنْبِ عَدْلًا مِنْهُ وَقَدْ يَعْفُو فَضْلًا مِنْهُ،

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہیں جیسا کہ اسے پہچاننا چاہیے (اور پہچانتے بھی بالکل اسی طرح ہیں) جس طرح اس نے اپنی ذات کو تمام تر صفات کے ساتھ بیان فرمایا ہے لیکن کوئی بھی شخص ٹھیک اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتا جس طرح کی عبادت اس کی شان کے لائق ہے البتہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی طرح کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، تمام مؤمنین اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس پر یقین و توکل، اس کی محبت ورضا مندی، اس سے ڈرنے اور پر امید ہونے اور ان تمام امور پر ایمان لانے میں برابر ہیں البتہ ایمان کے علاوہ باقی امور میں (مختلف اعتبارات سے) ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل واحسان کرنے والا اور ان کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرنے والا ہے، کبھی اپنا فضل وکرم فرماتے ہوئے بندے کو اس کے استحقاق سے کئی گنا زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اور کبھی عدل کے پیش نظر اسے اس کے گناہ کی سزا دیتا ہے اور کبھی تو اس کے گناہ کو فضل

فرماتے ہوئے معاف بھی کر دیتا ہے

سوال جواب:

سوال: ہم اللہ پاک کو کس طرح پہچانتے ہیں؟

جواب: ہم اللہ پاک کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اسے پہچاننے کا حق ہے،اور اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اس نے اپنی کتاب (قرآنِ کریم) میں اپنی ذات کو تمام تر صفات کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

سوال: کیا کوئی شخص کماحقہ اللہ پاک کی عبادت کر سکتا ہے؟

جواب : جی نہیں! کوئی بھی شخص کماحقہ (جس طرح اللہ پاک کی عبادت کرنے کا حق ہے) اللہ پاک کی عبادت نہیں کر سکتا۔

سوال: بندہ اللہ پاک کی عبادت کس طرح کرتا ہے؟

جواب: بندہ اللہ پاک کی اسی طرح عبادت کرتا ہے جس طرح اللہ پاک نے اپنی عبادت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

سوال: تمام مؤمنین کن امور میں برابر ہیں اور کن امور میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں؟

جواب: تمام مؤمنین اللہ پاک کی معرفت،اس پر یقین،توکل (بھروسے) محبت ورضامندگی،اس سے ڈرنے اور اس سے پُرامید ہونے اور اس پر ایمان لانے میں برابر ہیں

لیکن ایمان کے علاوہ باقی تمام امور میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔

سوال: اللہ پاک اپنے بندوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرماتا ہے؟

جواب: اللہ پاک اپنے بندوں کے ساتھ فضل واحسان اور عدل وانصاف کا معاملہ فرماتا ہے۔

سوال: اللہ پاک اپنے فضل واحسان کے تحت بندے کو کیا عطا فرماتا ہے؟

جواب: اللہ پاک اپنے فضل واحسان کے تحت بندے کو اس کے حق سے کئی گناہ زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔

سوال: اللہ پاک اپنے عدل وانصاف کے تحت بندے کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟

جواب: اللہ پاک اپنے عدل وانصاف کے تحت بندے کو اس کے گناہوں کی سزا دیتا ہے،اور کبھی فضل فرماتے ہوئے

اس بندے کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

"مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰی اِلَّا مِثْلَهَا"

ترجمہ کنزالعرفان: جوایک نیکی لائے تواس کے لیے اس جیسی دس نیکیاں ہیں اور جو کوئی برائی لائے تو اسے صرف اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا۔

شفاعة الأنبياء والميزان والحوض

انبیاء کرام علیہم السلام کی شفاعت، میزان اور حوض (کوثر) کا بیان

عبارت ترجمہ:

وَشَفَاعَةُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَقٌّ، وَشَفَاعَةُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِينَ الْمُذْنِبِيْنَ وَلِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْهُمُ الْمُسْتَوْجَبِينَ لِلْعِقَابِ حَقٌّ ثَابِتٌ، وَ وَزْنُ الْأَعْمَالِ بِالْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَقٌّ، وَالْقِصَاصُ فِيمَا بَيْنَ الْخُصُومِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَقٌّ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَسَنَاتُ طَرْحُ السَّيِّئَاتِ عَلَيْهِمْ جَائِزٌ وَ حَقٌّ، وَحَوْضُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَقٌّ

ترجمہ: انبیاء کرام علیہم السلام کا شفاعت کرنا برحق ہے۔اور ہمارے نبی کریم ﷺ کا گناہگار مؤمنین اور کبائر کا ارتکاب کر کے سزا کا مستحق قرار پانے والوں کی شفاعت کرنا بھی برحق ہے اور ثابت شدہ ہے، اور قیامت کے دن اعمال کا ترازو پر وزن کیا جانا برحق ہے، دنیا میں جھگڑا کرنے والوں کا قیامت کے دن فیصلہ کرتے وقت (ظالم کے ظلم کا) بدلہ چکایا جانا برحق ہے، اگر ان (ظالموں) کی نیکیاں نہ ہوں تو دوسروں (مظلوموں) کے گناہ کا ان پر ڈالا جانا بھی برحق اور ثابت شدہ ہے، اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا حوض (کوثر) بھی برحق ہے۔

سوال جواب:

سوال: انبیاء کرام کی شفاعت کے متعلّق اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: انبیاء کرام کی شفاعت کے متعلّق اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ان حضرات کی شفاعت حق ہے۔

جیسا کہ قرآن وحدیث میں اس پر کئی دلائل دیئے گئے ہیں۔

سوال: حضور علیہ السلام کس کس کی شفاعت فرمائیں گے؟

جواب: حضور علیہ السلام گنہگار مؤمنین اور کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے وہ لوگ جو اپنے گناہوں کی وجہ سے سزا کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔

☆حضور علیہ السلام کی یہ شفاعت برحق اور ثابت شدہ ہے۔

سوال: کیا قیامت کے دن اعمال کا وزن ہونا ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں! قیامت کے دن اعمال کا ترازو پر وزن کیا جانا برحق ہے۔

جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اسے جنت میں داخل کیا جائے گا اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اسے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

سوال: قیامت کے دن دنیا میں جھگڑا کرنے والوں کا فیصلہ کیسے ہوگا؟

جواب: قیامت کے دن دنیا میں جھگڑا کرنے والوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے ظالم کے ظلم کے بدلے کو نیکیوں کے ذریعے چکایا جائے گا اور یہ برحق ہے۔

یعنی ان ظالموں کی نیکیاں مظلوموں کو دی جائیں گی یوں ان کا بدلہ لیا جائے گا۔

سوال: اگر ظالموں کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو پھر کیا معاملہ کیا جائے گا؟

جواب: اگر ظالموں کے پاس نیکیاں نہیں ہونگی تو پھر مظلوموں کے گناہ ان ظالموں پر ڈالے جائیں گے اور ان کا بدلہ لیا جائے گا، اور یہ بھی حق اور ثابت شدہ ہے۔

سوال: کیا حضور علیہ السلام کا حوضِ کوثر بر حق ہے؟

جواب: جی ہاں! حضور علیہ السلام کا حوضِ کوثر بر حق ہے۔

☆ یہ ایک مہینے کی مسافت کے برابر طویل ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس کے کنارے ستاروں کی گنتی کے برابر سونے اور چاندی کے برتن ہوں گے اور جو شخص ایک دفعہ اس سے پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

الجنة والنار لا تفنيان

جنت اور جہنم کا فنانہ ہونا

عبارت ترجمہ:

وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ مَخْلُوقَتَانِ الْيَوْمَ لَا تَفْنِيَانِ أَبَدًا، وَاللَّهُ تَعَالَى يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَضْلًا مِنْهُ وَيُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ عَدْلًا مِنْهُ، وَإِضْلَالُهُ خِذْلَانُهُ، وَتَفْسِيرُ الْخِزْلَانِ أَنْ لَا يُوَفِّقَ الْعَبْدَ إِلَى مَا يَرْضَاهُ مِنْهُ، وَهُوَ عَدْلٌ مِنْهُ، وَكَذَا عُقُوبَةُ الْمَغْذُولِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ، وَلَا نَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْلُبُ الْإِيْمَانَ مِنَ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ قَهْرًا وَجَبْرًا، وَلَكِنْ نَقُولُ: اَلْعَبْدُ يَدَعُ الْإِيمَانَ، فَاِذَا تَرْكه فَحِينَئِذٍ يَسْلُبُهُ مِنْهُ الشَّيْطَانُ، وَ سُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ، وَإِعَادَةُ الرُّوْحِ إِلَى الْعَبْدِ فِي قَبْرِهِ حَقٌّ۔

ترجمہ: جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہیں جو آج بھی موجود ہیں، یہ کبھی فنا نہیں ہوں گی، اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے فضل و کرم سے ہدایت عطا فرما دے اور جسے چاہے اپنے قانونِ عدل کے مطابق گمراہ کر دے، اللہ تعالیٰ کے کسی بندے

کو گمراہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ پاک اس بندے کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ پاک اس بندے کو اپنی رضامندی والے کاموں کی توفیق نہیں دیتا اور ایسا کرنا اس کی طرف سے عین عدل ہے، اسی طرح ایسے شخص کو اس کے گناہ کی سزا دینا بھی عین عدل ہے، اور ہم یہ نہیں کہتے کہ شیطان زور وزبردستی بندہ مومن سے ایمان چھین لیتا ہے بلکہ ہم یوں کہتے ہیں کہ جب بندہ خود ایمان سے دستبردار ہو جاتا ہے تو اس وقت شیطان اس کا ایمان چھین لیتا ہے، منکر نکیر کا قبر میں سوال کرنا برحق ہے، قبر میں بندے کے جسم میں روح کا لوٹایا جانا بھی برحق ہے۔

سوال جواب:

سوال: کیا جنت اور جہنم پیدا ہو چکی ہیں؟ نیز کیا یہ فنا بھی ہوں گیں؟

جواب: جنت اور جہنم پیدا ہو چکی ہیں اور آج بھی موجود ہیں، اور یہ دونوں کبھی فنا نہیں ہوں گی۔

اور یہ تمام باتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

سوال: "لاتفنیان ابداً" مذکورہ عبارت کی وضاحت کریں

جواب: مذکورہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جنت ودوزخ اور ان میں رہنے والے کبھی فنا نہیں ہوں گے بلکہ وہ ہمیشہ ان میں زندہ رہیں گے، جنتی لوگ جنت میں ہمیشہ نعمتیں کھاتے رہیں گے اور جہنمی (کافر ومشرک لوگ) ہمیشہ جہنم میں سزا بھگتیں رہیں گے۔

سوال: اللہ پاک کس شخص کو ہدایت عطا فرماتا ہے اور کس شخص کو گمراہ کرتا ہے؟

جواب: اللہ پاک جسے چاہتا ہے اسے اپنے فضل وکرم سے ہدایت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل سے اسے گمراہ کرتا ہے۔

سوال: اللہ پاک کے کسی بندے کو گمراہ کرنے کا کیا معنی ہے؟

جواب: اللہ پاک کے کسی بندے کو گمراہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ پاک اس بندے کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

سوال: اللہ پاک کے بندے کو اس کے حال پر چھوڑنے کی کیا صورت ہوتی ہے؟

جواب: اللہ پاک کے بندے کو اس کے حال پر چھوڑنے کی یہ صورت ہوتی ہے کہ اللہ پاک اس بندے کو اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق نہیں دیتا اور ایسا کرنا اللہ پاک کی طرف سے عین عدل ہے۔

سوال: کیا ایسے شخص کو اس کے گناہوں کی سزا دینا عدل ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسے شخص کو اللہ پاک کا اس کے گناہوں کی سزا دینا عین عدل ہے۔

سوال: کیا شیطان بندہ مؤمن سے اس کا ایمان زور زبردستی چھین لیتا ہے؟

جواب: جی نہیں! شیطان بندہ مؤمن سے اس کا ایمان زور زبردستی چھین نہیں لیتا بلکہ جب بندہ خود اپنے ایمان سے دستبردار ہو جاتا ہے تو اس وقت شیطان اس بندے کا ایمان چھین لیتا ہے۔

سوال: کیا منکر نکیر کا قبر میں سوال کرنا برحق ہے؟

جواب: جی ہاں! قبر میں منکر نکیر کا سوال کرنا برحق ہے۔

سوال: کیا قبر میں میت کے جسم میں دوبارہ روح لوٹا دی جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! قبر میں میت کے جسم میں دوبارہ روح لوٹا دی جاتی ہے، اور میت کے جسم میں دوبارہ روح کا لوٹایا جانا برحق ہے۔

عذاب القبر

قبر کا عذاب

عبارت ترجمہ:

وَضَغْطَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابُهُ حَقٌّ كَائِنٌ لِلْكُفَّارِ كُلِّهِمْ وَلِبَعْضِ الْمُسْلِمِينَ، وَكُلُّ مَا ذَكَرَهُ الْعُلَمَاءُ بِالْفَارِسِيَّةِ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالٰى عزّت اَسْمَاؤه وَتَعَالَتْ صِفَاتُهُ فَجَائِزُ الْقَوْلُ بِهِ سِوَى الْيَدِ بِالْفَارِسِيَّةِ، وَيَجُوزُ أَن يُقَالَ "بروى خدا "، بِلا تَشْبِيْهٍ وَلَا كَيْفِيَّةٍ.

ترجمہ: قبر کا تمام کفار کو اور بعض گناہگار مؤمنین کو دبانا اور ان کو قبر کا عذاب ہونا برحق ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ہر وہ صفت جس کا ذکر علماء نے فارسی زبان میں کیا ہے اس کا اطلاق (ذات باری تعالیٰ پر) جائز ہے سوائے لفظ "ید" کے (یعنی فارسی زبان میں ید اللہ" کو "دست خدا" کہنا جائز نہیں) ہاں فارسی میں "بروئے خدا کہنا جائز ہے بشرطیکہ بغیر تشبیہ و کیفیت کے کہا جائے۔

سوال جواب:

سوال: کیا قبر کی تنگی برحق ہے؟

جواب: جی ہاں! قبر کی تنگی برحق ہے۔

سوال: قبر کس کس کو دباتی اور تنگ ہوتی ہے؟

جواب: قبر تمام کفار اور بعض گنہگار مؤمنین کو دباتی اور ان پر تنگ ہوتی ہے۔

سوال: اللہ پاک کی جن صفات کو علماء نے فارسی زبان میں ذکر کیا ہے ان کا اللہ پاک پر اطلاق کرنا کیسا؟

جواب: اللہ پاک کی جن صفات کو علماء کرام نے فارسی زبان میں ذکر کیا ہے ان تمام صفات کا اللہ پاک پر اطلاق کرنا جائز ہے سوائے لفظ "ید" کے۔

یعنی فارسی زبان میں "یداللہ" کو "دستِ خدا" کہنا جائز نہیں ہے۔

ہاں! فارسی زبان میں بروئے خدا کہنا جائز ہے بشرطیکہ بغیر کسی تشبیہ و کیفیت کے کہا جائے۔

معنی القرب والبعد

اللہ پاک کے مخلوق سے قریب اور دور ہونے کا معنی

عبارت ترجمہ:

وَلَيْسَ قُرْبُ اللهِ تَعَالَى وَلَا بُعْدُهُ مِنْ طَرِيقِ طُولِ الْمَسَافَةِ وَقَصْرِهَا وَلَا عَلَى مَعْنَى الْكَرَامَةِ وَالْهَوَانِ، وَلٰكِنِ الْمُطِيْعُ قَرِيبٌ مِنْهُ بِلَا كَيْفٍ، وَالْعَاصِي بَعِيدٌ مِنْهُ بِلَا كَيْفٍ، وَالْقُرْبُ وَالْبُعْدُ وَالإِقْبَالُ يَقَعُ عَلَى الْمُنَاجِي، وَكَذَلِكَ جِوَارُهُ فِي الْجَنَّةِ وَالْوُقُوفُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِلَا كَيْفٍ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا قرب اور دوری مسافت کی کمی بیشی کے اعتبار سے نہیں بلکہ عزت اور ذلت کے معنی کے اعتبار سے ہے، چنانچہ فرمانبردار شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے لیکن یہ قرب بغیر کسی کیفیت کے ہے اور نافرمان شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے لیکن یہ دوری بھی بغیر کیفیت کے ہوتی ہے، قریب ہونے، دور ہونے اور متوجہ ہونے کا اطلاق خدا تعالیٰ کے حضور مناجات کرنے والے شخص پر (بھی) ہوتا ہے۔ اسی طرح فرمانبردار شخص کا جنت میں اللہ کے جوار (ہمسائیگی) میں ہونا اور اس کے روبرو کھڑا ہونا بھی بغیر کسی کیفیت کے ہوتا ہے۔

سوال جواب:

سوال: اللہ پاک کی دوری اور نزدیکی کسی اعتبار سے ہے؟

جواب: اللہ پاک کی دوری اور نزدیکی مسافت کی کمی بیشی کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ عزت و ذلت کے معنی کے اعتبار

سے ہے۔

سوال: فرمانبردار شخص کس کیفیت کے اعتبار سے اللہ پاک کے قریب ہوتا ہے؟

جواب: فرمانبردار شخص بغیر کسی کیفیت کے اللہ پاک کے قریب ہوتا ہے۔

سوال: کیانافرمان شخص اللہ پاک سے دور ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں! نافرمان شخص اللہ پاک سے دور ہوتا ہے لیکن یہ دوری بغیر کسی کیفیت کے ہوتی ہے۔

سوال: قریب ہونے، دور ہونے اور متوجہ ہونے کا اطلاق کس پر ہوتا ہے؟

جواب: قریب ہونے، دور ہونے اور متوجہ ہونے کا اطلاق اللہ پاک کے حضور مناجات کرنے والے شخص پر ہوتا ہے۔

سوال: فرمانبردار شخص جنت میں کہاں ہوگا؟

جواب: فرمانبردار شخص جنت میں اللہ پاک کے جوار (قُرب) میں ہوگا

سوال: کیا جنت اور قیامت میں اللہ پاک کے روبرو کھڑا ہونا کیفیت کے اعتبار سے ہوگا؟

جواب: جی نہیں! جنت اور قیامت میں اللہ پاک کے روبرو کھڑا ہونا بغیر کسی کیفیت کے ہوگا۔

القول في تفاضل آيات القرآن

قرآن کریم کی آیات قرآن کی فضیلت کے بارے میں گفتگو

عبارت ترجمہ:

وَالْقُرْآنُ مُنَزَّلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ، وَهُوَ فِي الْمَصَاحِفِ مَكْتُوبٌ، وَآيَاتُ الْقُرْآنِ كُلِّهَا فِي مَعْنَى الْكَلَامِ مُسْتَوِيَةٌ فِي الْفَضِيلَةِ وَالْعَظَمَةِ إِلَّا أَنَّ لِبَعْضِهَا فَضِيلَةَ الذِّكْرِ وَفَضِيلَةَ الْمَذْكُورِ ، مِثْلَ آيَةِ الْكُرْسِي؛ لِأَنَّ الْمَذْكُورَ فِيهَا جَلَالُ اللهِ تَعَالَى وَعَظَمَتُهُ وَصِفَتُهُ، فَاجْتَمَعَتْ فِيهَا فَضِيلَتَانِ فَضِيلَةُ الذِّكْرِ وَفَضِيلَةُ الْمَذْكُورِ،وَفِى صِفَة الْكُفَّارِ فَضِيْلَةُ الذِّكْرِ فَحَسْبُ، وَلَيْسَ فِى الْمَذْكُورِ وَهُمُ الْكُفَّارُ فَضِيْلَة، وَكَذَلِكَ الْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ كُلُّهَا مُسْتَوِيَةٌ فِي الْفَضِيْلَةِ وَالْعَظَمَةِ لَا تَفَاوُتَ بَيْنَهُمَا، وَأَبُوْ طَالِبٍ عَمَّهُ مَاتَ كَافِرًا.

ترجمہ: قرآن کریم رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا،اور مصاحف میں لکھا گیا،قرآن کریم کی تمام آیات کلام اللہ ہونے کی بناء پر فضیلت و عظمت میں تو باہم مساوی ہیں البتہ ذکر و مذکور کے اعتبار سے بعض آیات خصوصی فضیلت کی حامل ہیں، جیسے آیت الکرسی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے جلال، عظمت اور صفات کا تذکرہ ہے۔یوں اس میں دو فضیلتیں جمع ہو جاتی ہیں:ایک ذکر کی فضیلت اور دوسری مذکور کی فضیلت۔بعض آیات کو صرف ذکر ہونے کے اعتبار سے فضیلت حاصل ہے

جیسے وہ آیات جن میں کفار کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ان آیات میں جو مذکور ہیں (یعنی کفار) وہ فضیلت کے حامل نہیں۔اسی طرح وہ آیات جن میں باری تعالیٰ کے اسماء وصفات کا ذکر ہے وہ بھی عظمت اور فضیلت میں باہم مساوی ہیں،(باعتبار

فضیلت)ان میں کوئی فرق نہیں، حضور علیہ السلام کے چچا ابو طالب کافر ہونے کی حالت میں فوت ہوئے ہیں۔

سوال جواب:

سوال: قرآن پاک کسی پر نازل ہوا؟

جواب: قرآن پاک ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم پر نازل ہوا۔

سوال: قرآنِ پاک کہاں لکھا گیا؟

جواب: قرآنِ پاک مصاحف میں لکھا گیا ہے۔

سوال: قرآنِ کریم کی تمام آیات کس اعتبار سے آپس میں برابر ہیں؟

جواب: قرآن کریم کی تمام آیات اللہ پاک کا کلام ہونے کے اعتبار سے فضیلت و عظمت میں برابر ہیں۔

سوال: قرآنِ کریم کی بعض آیات کس اعتبار سے خصوصی فضیلت کی حامل ہیں؟

جواب: قرآنِ کریم کی بعض آیات ذکر و مذکور کے اعتبار سے خصوصی فضیلت کی حامل ہیں۔

مثلاً: آیت الکرسی

کیونکہ اس میں اللہ پاک کے جلال، عظمت اور صفات کا تذکرہ ہے، پس اب اس میں دو فضیلتیں جمع ہو گئی۔

1 ذکر کی فضیلت (کلام اللہ ہونے کی فضیلت)

2 مذکور کی فضیلت (اس آیت میں اللہ پاک کے ذکر کی فضیلت)

بعض آیات کو صرف ذکر (اللہ کا کلام) ہونے کے اعتبار سے فضیلت حاصل ہے جیسے وہ آیات جن میں کفار کا تذکرہ کیا گیا ہے انہیں صرف ذکر ہونے کے اعتبار سے فضیلت حاصل ہے، ان آیات کے جو مذکور ہیں ان کے اعتبار سے کوئی فضیلت حاصل نہیں

اور بعض آیات کو ذکر (اللہ کا کلام) ہونے کے ساتھ ساتھ مذکور (جس چیز کے بارے میں ان آیات میں کلام کیا گیا ہے) کی بھی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

یوں ان میں دو فضیلت جمع ہو جاتی ہیں۔

جیسے وہ آیات جن میں اللہ پاک کے اسماء وصفات کو بیان کیا گیا

سوال: کیا اللہ پاک کے اسماء وصفات کے درمیان فضیلت کے اعتبار سے کوئی فرق ہے؟

جواب: جی نہیں! اللہ پاک کے تمام اسماء وتمام صفات عظمت وفضیلت میں برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔

سوال: حضور علیہ السلام کے چچا ابو طالب کے ایمان کے متعلق ہمارا کیا موقف ہے؟

جواب: حضور علیہ السلام کے چچا ابو طالب کے ایمان کے متعلق ہمارا یہی موقف ہے کہ آپ نے اسلام قبول نہیں کیا اور آپ کی وفات حالت کفر میں ہی ہوئی۔

أبناء رسول الله وبناته

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے اور بیٹیاں

عبارت ترجمہ:

وَقَاسِمٌ وَطَاهِرٌ وَإِبْرَاهِيمُ كَانُوا بَنِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَاطِمَةُ وَزَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ كُنَّ جَمِيعًا بَنَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رِضِىَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ، وَإِذَا أُشْكِلَ عَلَى الْإِنْسَانِ شَيْءٌ مِنْ دَقَائِقِ عِلْمِ التَّوْحِيدِ فَإِنَّهُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَعْتَقِدَ فِي الْحَالِ مَا هُوَ الصَّوَابُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى إِلَى أَنْ يَجِدَ عَالِمًا فَيَسْأَلَهُ وَلَا يَسَعُهُ تَأْخِيرُ الطَّلَبِ وَلَا يُعْذَرُ بِالْوَقفِ فِيْهِ، وَيُكَفِّرُ إِنْ وَقَفَ فِيهِ، وَخَبرُ الْمِعْرَاجِ حَقٌّ، فَمَنْ رَدَّهُ فَهُوَ ضَالٌ مُبْتَدِعٌ .

ترجمہ: قاسم، طاہر اور ابراہیم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں اور فاطمہ، زینب، رقیہ اور ام کلثوم یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہیں، اور اگر انسان کو علم توحید کے مسائل (جو ذات وصفات باری تعالی سے متعلق ہیں) سمجھنے میں دشواری پیش آئے تو اسے چاہیے کہ فی الحال تو یہ عقیدہ رکھے کہ اس مسئلہ میں جو بات اللہ تعالیٰ کے ہاں درست ہے بس میرا بھی وہی عقیدہ ہے تاوقتیکہ اسے کوئی عالم مل جائے تو اس سے صحیح عقیدہ معلوم کرلے، اس کے لیے ان مسائل میں کسی قسم کی تاخیر کی گنجائش نہیں، اگر کوئی شخص ان مسائل میں توقف اختیار کرے تو اس کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا بلکہ اس بارے میں توقف کرنے والے شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا، واقعہ معراج برحق ہے، جو شخص اس کا انکار کرے وہ بدعتی اور گمراہ ہے۔

سوال جواب:

سوال: حضور علیہ السلام کے کتنے بیٹے تھے؟

جواب: حضور علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔

1 قاسم:

یہ حضور علیہ السلام کی پہلی اولاد ہیں جو کہ اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

2 طاہر:

یہ حضور علیہ السلام کے دوسرے بیٹے ہیں، آپ ہی کو طیب اور عبداللہ بھی کہا جاتا ہے، آپ دو سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

3 ابراہیم:

یہ حضور علیہ السلام کے تیسرے بیٹے ہیں، آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، اور سولہ یا سترہ ماہ کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

سوال: حضور علیہ السلام کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

جواب: حضور علیہ السلام کی چار بیاں تھیں۔

1 زینب:

آپ حضور علیہ السلام کی سب سے بڑی بیٹی ہیں، حضور علیہ السلام کے اعلانِ نبوت سے دس سال پہلے پیدا ہوئیں، اور 12 سن ہجری میں انتقال فرما گئیں۔

2 رقیہ:

آپ حضور علیہ السلام کی دوسری بیٹی ہیں، آپ عمر میں حضرت زینب سے تین سال چھوٹی ہیں، اعلانِ نبوت سے سات سال پہلے پیدا ہوئیں، حضرت عثمان غنی سے نکاح ہوا، اور 2 سن ہجری میں انتقال فرما گئی۔

3 ام کلثوم:

آپ حضور علیہ السلام کی تیسری بیٹی ہیں، اعلانِ نبوت سے چھے سال پہلے پیدا ہوئیں، حضرت رقیہ کی وفات کے بعد آپ کا نکاح حضرت عثمان غنی سے ہوا، بالآخر 9 سن ہجری میں انتقال فرما گئیں.

4 فاطمہ:

آپ حضور علیہ السلام کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں، اعلانِ نبوت کے پانچواں سال پیدا ہوئیں، حضرت علی سے نکاح ہوا نبی کریم کے وصال ظاہری کے چھ ماہ بعد انتقال فرما گئی۔

سوال: اگر کسی شخص کو علم توحید کے مسائل سمجھنے میں دشواری ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر کسی شخص کو علم توحید کے مسائل سمجھنے میں دشواری ہو تو اسے چاہیے کہ فی الحال تو یہ عقیدہ رکھے کہ اس مسئلہ میں جو بات اللہ پاک کے ہاں درست ہے میرا وہی عقیدہ ہے، پھر جب کوئی عالم مل جائے تو اس سے صحیح عقیدہ معلوم کرلے کیونکہ ان مسائل میں کسی قسم کی تاخیر کی گنجائش نہیں ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص علمِ توحید کے مسائل میں توقف اختیار کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص علمِ توحید کے مسائل میں توقف اختیار کرے تو اس کا یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا اور اس پر کفر کا فتوی لگایا جائے گا۔

سوال: حضور علیہ السلام کی معراج کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضور علیہ السلام کا سفر معراج برحق ہے، جو حضور علیہ السلام کے مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کا انکار کرے وہ کافر ہے، اور جو شخص مسجد اقصی سے آسمانوں تک کے سفر کا انکار کرے وہ بددین گمراہ ہے۔

أشراط الساعة

علامات قیامت کا بیان

عبارت ترجمہ:

وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ وَسَائِرُ عَلَامَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَلَى مَا وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ الصَّحِيحَةُ حَقٌّ كَائِنٌ.

ترجمہ: دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، اسی طرح باقی علاماتِ قیامت جو صحیح روایات میں وارد ہوئی ہیں برحق ہیں اور ضرور واقع ہوں گی۔

سوال جواب:

سوال: کتاب کی روشنی میں قیامت کی نشانیاں بیان کریں

جواب: قیامت کی چند نشانیاں درج ذیل ہیں۔

1 دجال کا آنا

2 یاجوج ماجوج کا نکلنا

3 سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

4 حضرت عیسی کا آسمانوں سے نازل ہونا

ان کے علاوہ بھی قیامت کی کئی نشانیاں ہیں جو صحیح روایات میں وارد ہوئی ہیں، یہ تمام برحق ہیں اور ضرور واقع ہوں گی۔

والله يهدي من يشاء إلى صراط مستقيم

اختتامیہ

بحمداللہ تعالی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان تصنیف "الفقہ الاکبر" کے یہ فائنل نوٹس اپنے اختتام کو پہنچے.

میری پوری کوشش رہی ہے کہ ان نوٹس کے ذریعے علم عقائد جیسے اہم موضوع کو طلبہ کے لیے جتنا ہو سکے آسان، منظم اور امتحانی نقطہ نظر سے مفید بنایا جائے۔ امید ہے کہ یہ کاوش آپ کی تیاری میں معاون ثابت ہوگی۔

ایک بار پھر گزارش ہے کہ اگر مطالعے کے دوران کمپوزنگ، اعراب یا ترجمے کی کوئی ایسی غلطی آپ کی نظر سے گزرے، جس کی اصلاح شرعاً ضروری ہو تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ مستقبل میں اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ آپ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے، آپ کی محنت کو رنگ لائے اور ہم سب کو دین و دنیا کے ہر امتحان میں اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے۔ آمین

طالب دعا

[احمد عباس عطاری]